Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 51 شمارہ 2

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

25/ شوال 1422 ہجری 10/ صلح 1381 ہش 10/ جنوری 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 5/ جنوری 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت رزاق کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

وقف جدید کے 45 ویں سال نو کا بابرکت اعلان

☆ امسال 57 ہزار نومبایعین کی وقف جدید میں شمولیت ☆ امریکہ وقف جدید کے چندہ کے اعتبار سے دنیا بھر میں اوّل پوزیشن پر رہا جب کے بھارت کا چھٹا نمبر ہے ☆ وقف جدید کی تحریک دنیا کے 110 ممالک میں پھیل چکی ہے۔

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو سال نو کی مبارک باد

لنڈن 4 جنوری (ایم-ٹی-اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے وقف جدید کے سال نو کا بابرکت اعلان فرمایا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس اعلان کے ساتھ وقف جدید کی تحریک اب 45 ویں سال میں داخل ہوگئی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ تحریک ابتداء میں صرف پاکستان و ہندوستان تک محدود تھی لیکن آپ کے بابرکت دور میں 1985ء میں اس تحریک کو بین الاقوامی کر دیا گیا۔ اور اب دنیا کے 110 ممالک میں تحریک وقف جدید کی شاخیں موجود ہیں۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ دنیا کے 110 ممالک میں وقف جدید کے روحانی جہاد میں تین لاکھ پچپن ہزار سے زیادہ احمدی شامل ہیں۔ حضور انور نے فرمایا صرف گزشتہ سال اس تحریک میں دنیا بھر میں 57 ہزار لوگ شامل ہوئے ہیں جن میں سب سے زیادہ ہندوستان کے نومبایعین شامل ہیں۔

وقف جدید کے چندہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور پرنور نے فرمایا کہ اس سال کی وصولی تیرہ لاکھ بیاسی ہزار پاؤنڈ ہوئی ہے (جو کہ ہندوستانی کرنسی کے مطابق ساڑھے نو کروڑ روپے سے زائد ہے)۔ حضور نے فرمایا صرف اس سال ایک لاکھ تیس ہزار پاؤنڈ کا اضافہ ہوا ہے۔

دنیا بھر کے ممالک میں چندہ کی وصولی کے اعتبار سے پہلے دس ممالک کا ذکر کرتے ہوئے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ وقف جدید کے چندہ کے اعتبار سے امریکہ دنیا بھر میں پہلی پوزیشن پر رہا ہے جبکہ پاکستان اور انگلستان دوسرے اور تیسرے نمبر پر رہے ہیں۔ اسی طرح جرمنی، کینیڈا، بھارت، سویٹزرلینڈ، انڈونیشیا، بیلجیم اور ماریشس علی الترتیب

باقی صفحہ (15) پر ملاحظہ فرمائیں

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۱۵/ رمضان المبارک ۲۰۰۰ء (بروز ہفتہ) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۵۸ تا ۱۶۴ کے درس کا خلاصہ)

(پانچویں قسط)

لندن۔ (۱۵ر رمضان المبارک۔ یکم ر دسمبر ۲۰۰۰ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا ۱۵واں روز اور ہفتہ کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۵۸ تا ۱۶۴ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم اور، مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

آیت ۱۵۸: ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ ...... الخ﴾ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے شیعہ مترجم سید مقبول احمد دہلوی کی تفسیر کا ذکر فرمایا۔ وہ لکھتے ہیں: "کافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول وہ ہے جس سے فرشتہ نازل ہو کر کلام کرے۔ اور نبی وہ ہے جس کو خواب میں احکام ملیں"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ زبردستی تقسیم کی گئی ہے۔ اس میں کوئی بھی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی کو بھی خبریں دیتا ہے اور الہام فرماتا ہے اور رسول کو بھی خبریں دیتا ہے اور الہام فرماتا ہے۔ اس لئے یہ تقسیم زبردستی کی ہے۔ پھر وہ لکھتے ہیں: "اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ نبوت اور رسالت ایک ہی ذات میں جمع ہو جاتے ہیں"۔ حضور نے فرمایا یہ سچ ہے۔ بہت دفعہ نہیں، ہمیشہ ایسا ہوتا ہے۔ "تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امّی کیوں کہا گیا۔ فرمایا کہ مکہ سے نسبت رکھنے کے سبب۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا﴾ تاکہ تم ام القریٰ اور اس کے اردگرد والوں کو ڈراؤ۔ پس اُمّ القریٰ مکہ ہے اور اسی کی نسبت کے سبب آنحضرتؐ امّی ہوئے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بات درست ہے کہ ایک وجہ آنحضرتؐ کو امّی کہنے کی یہ بھی ہے۔

علامہ فخر الدین رازی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ: "جان لیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وہ شخص جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں رحمت

باقی صفحہ (8) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ایک اعتراض یہ بھی!

(۲-آخری)

گزشتہ شمارہ میں قارئین کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا تھا کہ دھوکے باز ملاں جہاں سادہ لوح مسلمانوں کو جماعت احمدیہ مسلمہ سے برگشتہ اور متنفر کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں وہاں ایک ہتھکنڈہ یہ بھی استعمال کیا جاتا ہے کہ قادیان میں پانچ نمازوں کی جگہ تین نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔اس کے جواب میں متعدد احادیث کی روشنی میں یہ بتایا گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر ظہر اور عصر کی نماز اور مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی ہے۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سنت کی پیروی میں بعض مخصوص حالات میں جماعت احمدیہ بھی نماز جمع کرنے کی قائل ہے۔

جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دینی اغراض کے پیش نظر نماز جمع کیا کرتے تھے مثلاً حج کے موقع پر آپ کا نماز جمع کرنا۔اور جب آپ جنگ کے لئے سفر پر روانہ ہوتے تو بھی نماز جمع فرماتے۔حج کے موقع پر لاکھوں مسلمانوں کا بار بار اکٹھا ہونا چونکہ ایک مشکل امر تھا اس لئے دفع حرج کی خاطر آپ نے نماز جمع فرمائی۔یہی وجہ سفر میں بھی نظر آتی ہے۔سفر میں ایک اور وجہ یہ بھی نظر آتی ہے کہ لمبے اور دشوار گزار سفر کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت مل سکے۔بارش میں بھی نماز جمع کرنے میں یہی علت کار فرما ہے کہ دور و نزدیک سے اندھیرے، کیچڑ اور بارش میں بھیگتے ہوئے مسجد میں بار بار جمع ہونا تکلیف کا باعث ہے۔اب چند احادیث ایسی درج کی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مقیم ہونے کی **حالت میں** بھی نماز جمع کی۔اس حال میں کہ نہ بارش تھی، نہ کوئی خوف تھا، یعنی جنگ کے حالات نہ تھے نہ دشمن **سے مڈبھیڑ** کا موقع تھا اور نہ آپ سفر پر تھے۔حدیث کے حوالے درج ذیل ہیں۔

☆عَنِ ابْنِ عباسٍ رضی الله عنهما قال صلّٰی رسولُ اللهِ صلّٰی اللهُ علیهِ وسلَّم الظُّهْرَ و العَصْرَ جَمِیْعًا بِالمدینةِ فی غیرِ خَوْفٍ وَلَا سَفرٍ قال ابو الزُّبَیْر فَسَاَلْتُ سعِیدًا لِمَ فَعَلَ ذالکَ فَقَالَ سَاَلْتُ ابنَ عباس رضی الله عنهما کَمَا سَاَلْتَنِیْ فَقَالَ اَرَادَ اَنْ لَّا یُحَرِّجَ اَحَدًا مِنْ اُمَّتِهٖ

☆عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز مدینہ میں بغیر خوف اور سفر کے ملا کر پڑھی۔ابولزبیر نے کہا کہ میں نے سعید سے پوچھا کہ آپ نے کیوں ایسا کیا؟ انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباسؓ سے یہی پوچھا تھا جیسا تم نے مجھ سے پوچھا۔انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ آپ کی امت میں سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

مسلم کی ہی دوسری حدیث چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہ ہے۔

☆عن ابن عباس قال جَمَعَ رسولُ اللهِ صلی اللهُ علیه وسلمَ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِیْنَةِ فِی غَیْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ .

☆ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے جمع کیا۔

(مسلم جلد دوم۔مترجم علامہ وحید الزماں۔باب 'جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر' صفحہ نمبر ۲۲۲ مطبع زمزم پرنٹنگ پریس دہلی۔اعتقاد پبلشنگ ہاؤس سوئی والان دہلی)

حدیث کی دیگر مشہور کتابوں مثلاً 'موطا امام مالک' اور 'جامع ترمذی' میں بھی یہ حدیث آئی ہے۔ہر دو حدیث ذیل میں درج کر دی جاتی ہیں۔

☆عن عبدِ اللهِ بْنِ عباس اَنَّهٗ قال صلّٰی لَنَا رَسولُ اللّٰهِ صَلّٰی الله علیه وسلم الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِیْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ مِنْ غَیْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ .

☆عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھیں ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر ایک ساتھ (یعنی جمع کیا ان کو) اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ (یعنی جمع کیا ان کو) بغیر خوف اور سفر کے۔

(موطا امام مالکؒ۔مترجم علامہ وحید الزماں۔"باب الجمع بین الصلوٰتین فی الحضر والسفر" صفحہ ۱۲۳۔جے.اے. آفسیٹ پرنٹرز، دہلی نمبر۔۲۔تاریخ اشاعت جنوری ۱۹۸۶ء۔اعتقاد پبلشنگ ہاؤس سوئیوالان، نئی دہلی ۲)

☆عن ابن عباس قال جَمَعَ رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالمدِیْنَةِ مِنْ غَیْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ .

☆ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز بغیر خوف اور بارش کے جمع کر کے پڑھی۔

(ترمذی شریف۔مترجم علامہ بدیع الزماں۔باب "ما جاء فی الجمع بین الصلوٰتین" صفحہ ۱۱۳۔مطبع، جے.اے. آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۲۔سن اشاعت اپریل ۱۹۹۵ء۔اعتقاد پبلشنگ ہاؤس۔دہلی ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے 'جمع تقدیم' اور 'جمع تاخیر' دونوں طرح سے نمازیں جمع کی ہیں۔جمع تقدیم یہ ہے کہ ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر اور مغرب کے وقت میں مغرب اور عشا جمع کی جائیں۔اور جمع تاخیر یہ ہے کہ عصر کے وقت میں ظہر اور عصر اور عشاء کے وقت میں مغرب اور عشا پڑھی جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر روانہ ہوتے تو نماز جمع کرنے سے متعلق آپ کا یہ طریق مبارک تھا کہ اگر زوال آفتاب کے بعد نکلتے تو تو ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے نکلتے۔اور اگر زوال آفتاب سے پہلے نکلتے تو پھر سفر کے دوران ظہر کو مؤخر کرتے اور جب عصر کا وقت آجاتا پھر ظہر اور عصر جمع کرتے۔بخاری اور مسلم سے صرف ایک ایک حدیث درج کی جاتی ہیں۔

☆عن انَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی الله عنه قال کان النبیُّ صلی الله علیه وسلم اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِیْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰی وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَجْمَعُ بَیْنَهُمَا وَاِذَا زَاغَتْ صَلَّی الظهرَ ثُمَّ رَکِبَ.

☆انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب سے پہلے سفر کے لئے روانہ ہوتے تو ظہر کو عصر تک مؤخر کر دیتے پھر انہیں اکٹھا کر کے پڑھتے۔اور جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہوتے۔(بخاری جلد اول۔ باب "یؤخر الظہر الی العصر اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس" صفحہ ۴۴۰۔)

☆عن انس بن مالک رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظهر الی وقت العصر ثم نزل فجمع بینهما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظهر ثم رکب .

☆انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آفتاب ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر میں دیر کرتے عصر کے وقت تک پھر اتر کر دونوں کو ملا کر پڑھتے۔اور اگر کوچ سے پہلے آفتاب ڈھل جاتا تو ظہر پڑھکر سوار ہوتے۔(مسلم باب جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر۔صفحہ ۲۲۲)

قارئین! اب چند احادیث ایسی درج کی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں سفر و حضر میں نماز جمع کیا کرتے تھے۔مسلم کی حدیث ہے:-

☆عن نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی الله عنهما کان اِذَا جَدَّ بِهِ السَّیْرُ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالعشاءِ بَعْدَ اَنْ یَّغِیْبَ الشَّفَقُ وَیَقُوْلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم کان اذا جَدَّ بِهِ السَّیْرُ جمع بین المغرب والعشاء. (مسلم .ایضاً)

☆نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہما جب سفر پر ہوتے تو مغرب اور عشا ملا کر پڑھتے بعد غروب شفق کے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب سفر پر ہوتے تو مغرب اور عشا ملا کر پڑھتے۔

☆عن عبدِ اللهِ بنِ دِیْنَارٍ قال غَابَتِ الشَّمْسُ وَاَنَا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَسِرْنَا فَلَمَّا رَاَیْنَا قَدْ اَمْسٰی قُلْنَا اَلصَّلٰوةَ فَسَارَ حَتّٰی غَابَ الشَّفَقُ و تَصَوَّبَتِ النُّجُومُ ثُمَّ اِنَّه نَزَلَ فَصَلَّی الصَّلٰوتَیْنِ جَمِیْعًا ثُم قال رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم اِذَا جَدَّ به السَّیْرُ صَلّٰی صَلَاتِیْ هٰذا.(ابو داؤد .ایضاً .صفحه ۴۵۵)

☆عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ آفتاب ڈوب گیا اور میں عبداللہ بن عمر کے پاس تھا۔پھر جب ہم نے دیکھا کہ بعد غروب کے کچھ اندھیرا ہو گیا ہے تو ہم نے کہا کہ نماز پڑھ لی جائے لیکن عبداللہ بن عمر چلتے رہے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گیا اور تارے نکل آئے۔پھر آپ سواری سے اترے اور مغرب اور عشا کی نماز جمع کی پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ سفر پر ہوتے تے اسی طرح نماز پڑھتے۔

☆عن عبد الله بن شَقِیقٍ قال خَطَبَنَا ابنُ عباس رضی الله عنهما یومًا بَعْدَ العَصْرِ حتی غَربَتِ الشمسُ وَ بَدَتِ النجومُ وَجَعَلَ الناسُ یَقُولُونَ اَلصَّلٰوةَ اَلصَّلٰوةَ قال فَجَاءَهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِی تَمِیْمٍ لَا یَفْتُرُ ولا یَلْثَنِی اَلصَّلٰوةَ اَلصَّلٰوةَ فَقَالَ ابنُ عباس اَتُعَلِّمُنِی بِالسُّنَّةِ لَآ اُمَّ لَکَ ثم قال رَاَیْتُ رسولَ اللهِ صلی الله علیه وسلم جمع بین الظهرِ والعصرِ

باقی صفحہ (15) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جب کوئی دعا کرنا چاہے تو حمد و ثنا سے شروع کرے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور پھر جو چاہے دعا کرے

خداتعالیٰ دعا کو قبول فرماتاھے لیکن چاھئے کہ پھلے اس کے احکام پر بھی عمل کریں اور اس پر ایمان لائیں

روزہ دار کی افطاری کے وقت کی دعا رد نہیں کی جاتی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۳؍نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۳؍نبوت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

آج خداتعالیٰ کی صفت مجیب سے متعلق خطبہ ہوگا۔ اس کا حل لغات پہلے میں آپ کے سامنے بیان کر دیتا ہوں۔ جواب کا لفظ سوال کے مقابل پر بولا جاتا ہے اور سوال دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ ظاہری طور پر کسی بات کا جواب طلب کرنا تو اس کا جواب ظاہری قول کی صورت میں ہوگا۔ یعنی آپ کسی جگہ رستہ پوچھیں، کوئی بات پوچھیں جس کا علم نہیں تو جیسا سوال ہے ویسا ہی ظاہری جواب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ کوئی نعمت طلب کی جائے کہ مجھے یہ دے دو تو وہ نعمت کا جواب نعمت دیئے جانے کی صورت میں ہی ہوگا۔ پہلی قسم کی مثال یہ ہے (اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ) اللہ کا رسول جو تمہیں بلاتا ہے تو اس کا جواب دیا کرو۔ اور دوسری قسم کی مثال یہ ہے (قَدْ اُجِيْبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا) یعنی مَیں نے تمہیں وہ دے دیا ہے جو تم دونوں نے مانگا تھا۔

اور ''اَلْاِسْتَجَابَةُ'' کے لفظ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ بھی اَلْاِجَابَةُ یعنی جواب دینے کے ہی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جبکہ اس کے اصل معنے جواب دینے کی سعی کرنے اور اس کی تیاری کرنے کے ہیں۔

یہ حل لغات تو میں نے بیان کر دی ہے۔ آیت پہلے پڑھنے والی تھی وہ اب پڑھتا ہوں۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷۔ ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّي فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ. اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

یہاں سب سے پہلا جو قابل غور نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ بندے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ تو ان کو جواب دے کہ مَیں قریب ہوں۔ وہ جب تجھ سے سوال کریں تو مَیں سن رہا ہوں، مَیں قریب ہوں۔ اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے زیادہ قریب ہے لیکن کچھ شرطیں ہیں اس کی۔ ﴿اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ مَیں ہر دعا کرنے والے کی دعا کو، اس کی پکار کو سنتا ہوں جب وہ مجھے بلاتا ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ﴾ کہ وہ بھی تو میری ہدایت کی آواز کو سنا کریں اور اس پر لبیک کہا کریں ﴿وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مِنَ الدُّعَاءِ''۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز اور کوئی چیز نہیں۔

فُضَالہ بن عُبَید بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے سنا۔ اس نے آپ پر درود نہ بھیجا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ پھر آپؐ نے اسے بلایا اور اسے یا کسی اور کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے جب کوئی نماز پڑھنے لگے تو الحمد للہ اور ثنا سے شروع کرے۔ پھر اسے چاہئے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ۔ باب الدعا)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص جو بھی دعا اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے وہ سنی جاتی ہے۔ وہ یا تو اسی دنیا میں اُس کے لئے پوری کر دیتا ہے یا آخرت میں اس کی خاطر ذخیرہ کر دیتا ہے یا اُس کی دعا کی مقدار کے مطابق اس کے گناہوں میں سے معاف کر دیتا ہے بشرطیکہ اُس کی دعا میں گناہ یا قطع رحمی کا عنصر شامل نہ ہو یا بشرطیکہ وہ دعا میں جلد بازی نہ کرے۔ صحابہؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ جلد بازی کیسے کرتا ہے؟۔ فرمایا: وہ کہتا ہے: مَیں نے اپنے ربّ سے (بہت) دعا کی مگر اُس نے میری دعا نہیں سنی۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)

اس سلسلہ میں اولیاء میں سے ایک کی روایت آتی ہے کہ ایک شخص بہت ولی اللہ مشہور تھا اور مشہور تھا کہ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس کے ایک مرید نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت دیں، مَیں بھی دیکھوں کہ آپ کیسی دعائیں کرتے ہیں۔ وہ ایسی دعائیں کر رہے تھے نسبتاً ہلکی سی بلند آواز میں جو سننے والا سن رہا تھا اور آخر پہ جو اس کا جواب تھا خداتعالیٰ کی طرف سے وہ بھی اس نے سن لیا۔ اس کو سمجھانے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے وہ الہام ایسا کیا کہ اس کی آواز اس کو بھی آگئی۔ جواب یہ تھا کہ مَیں نے تیری کوئی دعا قبول نہیں کی۔ اس پر وہ شخص جو تھا وہ تو تقریباً مرتد ہونے والا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ یہ کیسا عجیب عالم ہے جس کے پیچھے میں لگا ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے مَیں تیری کوئی دعا قبول ہی نہیں کرتا تو پھر یہ لگا ہوا ہے شور مچانے دعا کرتے چلے جانے میں۔ اس پر اس نے عرض کی یا اللہ میں جو مانگنے والا ہوں مَیں تو اس در سے نہیں جاؤں گا۔ تو چاہے رد کرتا چلا جا۔ اس پر اس کو الہام ہوا کہ آج تک تو نے جتنی دعائیں مانگی ہیں وہ مَیں ساری قبول کرتا ہوں۔

تو یہ دعاؤں میں صبر کی علامت ہے اور مایوسی گناہ ہے۔ ہر انسان جو دعائیں کرتا ہے کہ مایوسی سے بڑا گناہ کوئی نہیں۔ ابلیس نام ہی مایوسی کا ہے۔ پس دعاؤں میں صبر کریں اور نہ بھی سنی جائیں تو بہت طریقوں سے جیسا کہ آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس بھی آئیں گے وہ دعائیں کسی نہ کسی رنگ میں قبول ضرور ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ اس دوران انہوں نے بلند آواز سے دعائیں کرنا شروع کر دیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم تو ایسی ہستی کو پکار رہے ہو جو قریب و مجیب ہے۔ وہ تمہاری دعا کو سنتا ہے اور اس کو قبول فرماتا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے ابوموسیٰ! کیا مَیں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی خبر نہ دوں؟ اور وہ (خزانہ) ہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند الکوفیین)

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه بڑی جامع دعا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے (لَاحَوْل) مگر صرف اللہ سے ڈرنا چاہئے اور کسی سے نہیں ڈرنا چاہئے۔ اور کوئی بھی قوت نہیں انسان میں مگر وہ جو خداتعالیٰ کی طرف سے عطا ہو۔ تو یہ ایک بہت ہی جامع مانع دعا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق تھا کہ جب اذان کے وقت کہا جاتا تھا

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ - یہ دو دفعہ جب کہتے تھے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

حضرت سلیمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی چیز قضا کو نہیں روک سکتی مگر دعا۔ اور کوئی چیز عمر کو دراز نہیں کرتی مگر نیکی۔ (سنن ترمذی کتاب القدر)

اب اس میں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ قضا و قدر میں اگر تبدیلی کر سکتی ہے تو دعا ہی ہے اور یہ بھی قضا و قدر کا حصہ ہوتا ہے۔ پس شفاعت ایک الگ مضمون ہے اور جو درد دل سے دعا کی جاتی ہے وہ بھی کئی دفعہ آئی بلاؤں کو ٹال دیتی ہے۔ اور انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ مجھے بھی ایسے خطوط آتے رہتے ہیں دعاؤں کے متعلق کہ بعض لوگوں کو کینسر ہوا جس کا ڈاکٹروں کے نزدیک کوئی علاج نہیں تھا سوائے اس کے مرنے کی تیاری کی جائے اور بغیر کسی علاج کے، بغیر کسی ظاہری دوا کے اللہ تعالیٰ نے ان کو خوشخبری دی اور وہ کینسر ٹھیک ہو گیا۔ تو بیماریاں دور ہو بھی جاتی ہیں اور بغیر علاج کے بھی دور ہو سکتی ہیں مگر دعا پر بھروسہ رکھنا ضروری ہے اور ایمان لانا ضروری ہے۔ دوسرا ہے 'عمر کو کوئی چیز دراز نہیں کرتی مگر نیکی'۔ اس سے مراد دراصل یہ ہے کہ جب تم لوگوں سے نیکیاں کرتے ہو تو وہ دعائیں دیتے ہیں اس لئے اکثر ان دعاؤں میں عمر دراز کی دعا شامل ہوتی ہے۔ تو اس پہلو سے تم نیکیاں کرتے چلے جاؤ اگر تمہاری خواہش ہے کہ تم جو بھی مقدر ہے عمر میں اس کی حد تک پہنچو تو تمہاری نیکیاں کرنے کے نتیجہ میں جو لوگ تمہیں دعائیں دیں گے۔ ان دعاؤں کو خدا تعالیٰ قبول فرمائے گا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعٰى هُنَيًّا...... (بخاری کتاب الجہاد والسیر باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب......)۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے آزاد کردہ غلام ھُنَیّ کو محفوظ چراگاہ کا عامل مقرر کیا اور اسے کہا: اے ھُنَیّ! اپنے بازو مسلمانوں سے روک رکھ اور مظلوم کی بددعا سے بچ کیونکہ مظلوم کی بددعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ، دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ"۔ ایک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے ترمذی کتاب البر میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ تین اشخاص کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ۱۔ مظلوم کی دعا، ۲۔ مسافر کی دعا، ۳۔ اور والد کی اپنی اولاد کے بارہ میں دعا۔ (ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جآء فی دعوۃ الوالدین)

ایک دوسری حدیث میں والد کی بجائے والدہ کا ذکر آتا ہے کہ والدہ اگر اپنی اولاد کے حق میں بددعا کرے تو وہ یونہی بیکار نہیں جایا کرتی۔ اس کو یقیناً کوئی بہت ہی گہرا صدمہ پہنچتا ہے اپنی اولاد کی طرف سے تب اللہ تعالیٰ اس کی بددعا قبول کر لیتا ہے۔ پس یہاں اس حدیث میں جواب میں نے پڑھی ہے اس میں والدہ کی بجائے والد کے لفظ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزہ دار کی افطاری کے وقت کی دعا رد نہیں ہوتی"۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الصوم)۔ پس افطاری کے وقت "اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ" کی دعا پڑھنے کے ساتھ افطاری کرنی چاہئے۔ اور اس کے ساتھ جو بھی دل میں اچھی دعا آئے وہ کر لی جائے تو وہ وقت ایسا ہے جو قبولیت دعا کا وقت ہے۔

حضرت معاذ بن زہرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہیں یہ روایت پہنچی ہے کہ آنحضرت ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ"

(ابوداؤد کتاب الصیام باب القول عند الافطار)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ: اس کے یہ معنے نہیں کہ جو مانگو وہی ملے۔ کیونکہ دوسرے مقام پر فرمادیا۔ جواب سورۃ انعام آیت ۴۲ میں ہے ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ﴾ "یعنی سورۃ الانعام کی آیت ۴۲ میں ہے تم جو دعا کرتے ہو اللہ اسے قبول فرماتا ہے اور تمہارے ضرر کر دور کر دیتا ہے ﴿اِنْ شَآءَ﴾ اگر اللہ چاہے۔ تو اس لئے یہ خیال کر لینا کہ ہر دعا ضرور قبول ہو گی، مضطر کی بھی ہر دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی حالات پر نظر ہوتی ہے اس لئے اگر وہ چاہے تو یہ دعا قبول ہو گی۔ "یہاں بھی اُن کے ساتھ اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ: فرمایا ہے یعنی جس قدر تم میرے فرمانبردار ہوتے جاؤ گے ایمان میں ترقی کرتے جاؤ گے اُسی قدر میں دعائیں قبول کروں گا۔" (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

"اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہو سکتا ہے تو کہہ دے ﴿فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ یعنی میں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سنتا ہوں"۔ اب یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یہ عمومی آیت ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ اس کا رمضان مبارک سے تعلق ہے اور اس مہینے میں جو تم دعائیں کرو گے میں ان کو سنوں گا۔ لیکن "چاہئے کہ پہلے وہ ان احکاموں پر عمل کریں جن کا میں نے حکم دیا اور ایمان حاصل کریں تا کہ وہ مراد کو پہنچ سکیں اور اس طرح سے بہت ترقی ہو گی"۔ (حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۳۰۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:-

"روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ"۔ یہاں فرمایا ہے روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے یہ دو الگ الگ باتیں ہیں حالانکہ تقویٰ اور قرب الٰہی ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ جتنا زیادہ تقویٰ ہو گا اتنا قرب الٰہی ہو گا۔ جتنا قرب الٰہی ہو گا اتنا ہی زیادہ تقویٰ کرو گے۔ فرماتے ہیں: یہ جو آیت ہے "یہ ماہِ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے"۔ ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ "اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سرِّ الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا لیکن ان کو چاہئے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے، خدا بھی ویسے ہی اس کی باتیں مانتا ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رُشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اس کا ذریعہ خدا پر ایمان، اُس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے۔ اور بھی باتیں ہیں جن سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے"۔

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام روزہ کی حقیقت کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

"روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے"۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲۲-۱۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتّل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے"۔

ارشادِ نبوی ﷺ
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 بینٹو لین کلکتہ 70001
دکان 248-5222, 248-1652, 243-0794
رہائش 237-0471, 237-8468

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۰-۲۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب میرے بندے میرے بارہ میں سوال کریں تو ان کو کہہ دے کہ میں نزدیک ہوں یعنی جب وہ لوگ جو اللہ رسول پر ایمان لائے ہیں یہ پتہ پوچھنا چاہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا عنایات رکھتا ہے جو ہم سے مخصوص ہوں اور غیروں میں نہ پائی جاویں تو ان کو کہہ دے کہ میں نزدیک ہوں۔ یعنی تم میں اور تمہارے غیروں میں یہ فرق ہے کہ تم میرے مخصوص اور قریب ہو اور دوسرے مہجور اور دور ہیں۔ جب کوئی دعا کرنے والوں میں سے جو تم میں سے دعا کرتے ہیں دعا کرے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ یعنی میں اس کا ہم کلام ہو جاتا ہوں اور اس سے باتیں کرتا ہوں اور اس کی دعا کو پایہ قبولیت میں جگہ دیتا ہوں۔ پس چاہئے کہ قبول کریں حکم میرے کو اور ایمان لاویں تا کہ بھلائی پاویں"۔

(جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد۶ صفحہ ۱۴۶۔ بحث ۲۶ رمئی ۱۸۹۳ء)

اس میں جو یہ ہے کہ 'اس کا ہمکلام ہو جاتا ہوں' تو اکثر جو روزے دار ہیں اور اخلاص سے دعائیں بھی کرتے ہیں وہ ہمکلام تو نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ سے۔ تو اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا مرتبہ اور مقام ہے اور آپ سے اللہ تعالیٰ یقیناً ہمکلام ہوتا تھا اور بکثرت ہمکلام ہوتا تھا۔ باقی لوگوں سے اس طرح ہمکلام ہوتا ہے کہ ان کی دعائیں سن کر ان کو قبولیت سے پہلے خوابوں کے ذریعہ بتا دیتا ہے کہ یہ دعا تیری قبول ہو جائے گی۔ اور پھر بجائے اس کے کہ حالات الٹ اثر دکھائیں وہ حالات کے الٹ جو ناممکن چیز نظر آتی ہے وہ ہو جاتی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے جو پہلے سے قبولیت دعا کی خبر دی ہوتی ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ میں بہت نزدیک ہوں۔ یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں۔ میرا وجود نہایت اقرب طریق سے سمجھ آ سکتا ہے اور نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں جس سے نہ صرف میری ہستی پر یقین آتا ہے بلکہ میرا قادر ہونا بھی بپایہ یقین پہنچتا ہے۔ لیکن چاہئے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خداترسی کی پیدا کریں کہ میں ان کی آواز سنوں اور نیز چاہئے کہ وہ مجھ پر ایمان لاویں اور قبل اس کے جو ان کو معرفت تامہ ملے اس بات کا اقرار دیں کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے کیونکہ جو شخص ایمان لاتا ہے اسی کو عرفان دیا جاتا ہے"۔ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۰-۲۶۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ مگر ہر رطب ویابس کو نہیں۔ کیونکہ جوش نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دعا کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بین ہے ان مضرتوں اور بدنتائج کو ملحوظ رکھ کر جو اس دعا کے تحت میں بصورت قبول داعی کو پہنچ سکتے ہیں اسے رد کر دیتا ہے"۔ یعنی بسا اوقات انسان اپنی غفلت اور لاعلمی کی وجہ سے ایسی دعا مانگتا ہے جو اس کے حق میں یا اس کی اولاد کے حق میں اچھی نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو رد کر دیتا ہے اور یہ رد دعا ہی اس کی قبولیت ہے جو اس کی بھلائی کا موجب بنتی ہے۔ فرمایا "اور یہ رد دعا ہی اس کے لئے قبول دعا ہوتا ہے۔ پس ایسی دعائیں جن میں انسان حوادث اور صدمات سے محفوظ رہتا ہے اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔ مگر مضر دعاؤں کو بصورت رد قبول فرمالیتا ہے۔ یہ بات بھی بحضور دل سن لینی چاہئے کہ قبول دعا کے لئے بھی چند شرائط ہوتی ہیں ان میں سے بعض تو دعا کرنے والے کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض دعا کرانے والے کے متعلق۔ دعا کرانے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدنظر رکھے۔ اور اس کے غناء ذاتی سے ہر وقت ڈرتا رہے۔ اور صلح کاری اور خداپرستی اپنا شعار بنا لے۔ تقویٰ اور راستبازی سے خدائے تعالیٰ کو خوش کرے تو ایسی صورت میں دعا کے لئے باب استجابت کھولا جاتا ہے"۔ (رپوٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں کثرت سے ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ احباب نے آپ کو دعا کے لئے لکھا لیکن آپ نے فرمایا کہ تم خود بھی اپنے لئے دعا کرو۔ کسی کو ولی سمجھ کر یہ بار ڈال دینا کہ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یہ انسان کو سچا نفس مطمئنہ نصیب نہیں کر سکتا بلکہ ولی پرست بنا دیتا ہے۔ اس لئے آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے لئے خود بھی دعا کرو۔ اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں بعض دفعہ حیرت انگیز واقعات رونما ہوتے تھے۔ بعض صحابہ کو وہ صورتیں نماز میں دکھائی گئیں جو ایک مقدمہ کی کامیابی کی دعا کرتے وقت آپ نے رؤیا میں دیکھی کہ میں یہ سورۃ پڑھ رہا ہوں اور وہ عربی سے کلی نابلد تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ بات لکھنے سے پہلے وہ گاؤں کے مولوی کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ یہ الفاظ میں نے دیکھے ہیں خواب میں عجیب وغریب سے۔ تو مولوی حیران رہ گیا۔ اس نے کہا تمہیں مطلب نہیں آتا۔ اس نے کہا مجھے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ غالباً یہ چوہدری فتح محمد صاحب کے والد کا ذکر ہے۔ تو انہوں نے کہا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ انہوں نے کہا تم مقدمہ میں کامیاب ہو گئے ہو، سمجھ آئے یا نہ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ان کی دعا کو قبول کر کے ان کو ذاتی تجربہ قبولیت دعا کا کروا دیا۔

سورۃ آل عمران کی ۱۹۶ویں آیت: ﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّي لَا اُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ﴾۔ پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی (اور کہا) کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم میں سے بعض، بعض سے نسبت رکھتے ہیں۔ پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں دکھ دیئے گئے اور انہوں نے قتال کیا اور وہ قتل کئے گئے، میں ضرور ان سے ان کی بدیاں دور کر دوں گا اور ضرور انہیں داخل کروں گا ایسی جنتوں میں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ (یہ) اللہ کی جناب سے ثواب کے طور پر (ہے) اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلاء پر ابتلاء آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلاء بھی آ جاتے ہیں جو کمر توڑ دیتے ہیں۔ مگر مستقل مزاج سعید الفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے بعد نصرت آتی ہے۔ ان ابتلاؤں کے آنے میں ایک سر یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے۔ کیونکہ جس جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اسی قدر روح میں گدازش ہوتی جائے گی۔ اور یہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہیں۔ پس کبھی گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بیقراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کبھی بھی خیال کرنا نہ چاہئے کہ میری دعا قبول نہ ہوگی یا نہیں ہوتی۔ ایسا وہم اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار ہو جاتا ہے کہ وہ دعائیں قبول فرمانے والا ہے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۳۴-۳۳۵)

اب بعض بچے نوجوان گھبراہٹ میں مجھے لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے اتنی دعائیں کیں قبول نہیں ہوتیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے، مایوسی ہے دعاؤں سے۔ دعا تو کرتے چلے جانا چاہئے اللہ تعالیٰ جس رنگ میں بہتر سمجھتا ہے وہ دعا قبول فرمالیتا ہے۔

سورۃ الانفال کی آیت ۱۰: ﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ﴾۔ (یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری التجا کو قبول

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR

&

MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎2370509

شریف جیولرز

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

فون دوکان 0092-4524-212515

رہائش 0092-4524-212300

کرلیا(اس وعدہ کے ساتھ) کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا جو ایک ہزار تھے جبکہ آپؐ کے صحابہ صرف تین سو اور کچھ تھے"۔ اور وہ بڑے بڑے گھڑ سوار تھے، بڑے شہ زور سپاہی تھے۔ ان کے ساتھ جوش دلانے والی عورتیں گانے گا رہی تھیں اور لڑائی کے لئے تیار کر رہی تھیں اور مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ بعض کے ہاتھ میں صرف لاٹھی ہی تھی اور بعض لنگڑے بھی اس میں شامل تھے، بعض بچے بھی اس میں شامل تھے۔ ایک بہت ہی دردناک وقت آیا تھا کہ جس میں جو رسول اللہ ﷺ کی دعائیں تھیں وہی قبول ہوئیں ورنہ جنگ بدر میں جو فرشتوں کا وعدہ ہے وہ آنکھوں سے تو لوگوں نے نہیں دیکھے مگر جیسا وعدہ ہے ویسا یقیناً پورا کر دیا گیا۔

"حضرت عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا جو ایک ہزار تھے جبکہ آپؐ کے صحابہ صرف تین سو اور کچھ تھے۔ تب حضورؐ نے قبلہ کی طرف رُخ کیا، اپنے ہاتھ پھیلائے اور اپنے ربّ کو یہ کہتے ہوئے پکارنے لگے: اے میرے اللہ! اپنا وہ وعدہ پورا کر جو تُو نے مجھ سے کیا ہے۔ اے اللہ! اگر آج تُو نے مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں ہو گی"۔ اب یہ نعوذباللہ من ذٰلک کوئی دھمکی نہیں ہے۔ مطلب یہ تھا کہ جیسے عُبّاد مَیں نے تیار کئے ہیں ویسے تو پھر کبھی تیار نہیں ہو سکتے۔ تو یہی ہیں جنہوں نے عبادت کے گر مجھ سے سیکھے ہیں اگر یہ مارے گئے تو پھر کون تیری عبادت کرے گا۔ "آپؐ اسی طرح قبلہ رُخ ہو کر ہاتھ پھیلاتے ہوئے اپنے ربّ کو بار بار پکارے جا رہے تھے یہاں تک کہ آپ کی چادر آپؐ کے شانۂ مبارک سے گر گئی۔ اس پر ابو بکرؓ آپ کے پاس آئے، آپ کی چادر اٹھائی اور آپؐ کے شانۂ مبارک پر رکھی اور پیچھے سے آپؐ کے ساتھ لپٹ گئے اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ نے اپنے ربّ کو کافی واسطے دے لئے۔ یقیناً وہ آپؐ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اس پر اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ﴾"۔ (ترمذی. کتاب التفسیر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ہمارا زندہ حیّ و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہئے۔ دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات کا حل کرتا ہے اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں ان کو بھی کثرتِ دعا سے زندہ کر دیتا ہے اور یہ سب ارادے اپنے، قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔ خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے۔ وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہم پر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے۔ وہی ہے جس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے طاعون کی موت سے بچاؤں گا اور نیز ان سب کو جو تیرے گھر میں نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں، بچاؤں گا۔ اس زمانے میں کون ہے جس نے میرے سوا ایسا الہام شائع کیا اور اپنے نفس اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں اور دوسرے نیک انسانوں کے لئے جو اس کی چار دیواری کے اندر رہتے ہوں خدا کی ذمہ داری ظاہر کی"۔ (نسیم دعوت صفحہ ۸۲)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

اب واقعہ یہ ہے کہ احمدی مؤرخ لکھتے ہیں، یقینی طور پر قابل اعتماد لوگ۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ایک چوہا بھی طاعون سے بیمار نہیں ہوا اور کلیۃً حفاظت فرمائی گئی۔ جن لوگوں کو شک بھی تھا ان کا شک بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود جا کر دور کر دیا۔ چنانچہ حضرت مولوی محمد علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ جب وہ طاعون سے بیمار ہوئے تو طاعون کی گِٹھلی نکل آئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ طبابت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ آپ نے دیکھا اور بتایا کہ یہ قطعی علامت طاعون کی ظاہر ہو چکی ہے اب اس سے کوئی مفر نہیں۔ اور بخار ایسا تھا جیسے آسمان سے باتیں کر رہا ہو اور شدید گھبراہٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلاتے تھے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنا قطعی ایمان ہے کہ لوگ تو طاعون والے کے قریب بھی نہیں پھٹکتے کیونکہ اس سے ڈر ہوتا ہے کہ ان کو بھی طاعون نہ ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے بلانے پر خود وہاں پہنچے اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہا مولوی صاحب! آپ کو بخار کہاں ہے؟، بخار تو کوئی بھی نہیں۔ اچانک بخار بالکل غائب ہو گیا، گِٹھلی بیٹھ گئی اور مولوی محمد علی صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے کہ ہیں! یہ کیا واقعہ ہوا ہے۔ مجھے تو کوئی تپ نہیں، کوئی تکلیف نہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی ایک معجزہ تھا۔ اتنے کثرت سے خدا تعالیٰ نے نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت اگر حضرت مسیح موعودؑ کے معجزات اور نشانات کو دیکھنا شروع کرے تو لامتناہی ہونگے۔ ہر گھر میں کوئی نہ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان مل جاتا ہے۔

ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۹۰۔ "مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ اور مَیں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دعا کی صورت میں آتا ہے مَیں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ مَیں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ مَیں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں"۔

اب یہ چیلنج کرنا سب دنیا کو کہ میرے پاس آ کر رہو اور قبولیت دعا کے نمونے دیکھو یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کس کے اختیار میں ہے اتنا بڑا چیلنج اور جو لوگ بھی آتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قبولیت دعا کا کوئی نہ کوئی نمونہ وہاں قیام کے دوران دیکھ کر جاتے تھے۔

سورۃ یوسف کی آیت ہے: ﴿قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ. فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾۔ اس نے کہا (یعنی حضرت یوسفؑ نے) اے میرے ربّ! قید خانہ مجھے زیادہ پیارا ہے اس سے جس کی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں۔ اور اگر تُو مجھ سے اُن کی تدبیر (کامُنہ) نہ پھیر دے تو میں ان کی طرف جھک جاؤں گا اور میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پس اس کے ربّ نے اُس کی دعا کو سنا اور اس سے ان کی چال کو پھیر دیا۔ یقیناً وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (سورۃ یوسف: ۳۴،۳۵)

یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بات کہی ہے جو بظاہر تو حضرت یوسف کی نعوذباللہ من ذٰلک، گستاخی نظر آتی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان بتانے کی خاطر ایک موازنہ کیا ہے۔ "اَحَبُّ اِلَيَّ: حضرت یوسفؑ نے تو کہا مجھے قید پسند ہے"۔ اور اللہ نے قید خانہ میں ڈال بھی دیا۔ "مگر ہمارے نبی کریم ﷺ نے کبھی ایسا لفظ نہیں بولا۔ آپؐ ہمیشہ عفو ہی مانگتے رہے اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ۔ انسان کو نہیں چاہئے کہ اپنے لئے مصیبت مانگے"۔

(ضمیمہ اخبار بدر. قادیان. ۳۰/ دسمبر ۱۹۰۹ء)

پس اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی شان تو بہر حال کسی صورت میں کم نہیں ہوتی کیونکہ وہ جو دعا تھی اور اس کے بہت ہی اور پیچھے منظر تھے۔ اگر وہ قید خانہ والی دعا آپ نہ مانگتے تو قیدی بننے کی حالت میں جو دو قیدی آپ کے ساتھ قید ہوئے تھے ان کی خوابوں کا انجام نہ بتاتے۔ نہ بادشاہ وقت کا قربی جو نجات پا کر بادشاہ کے پاس پہنچا تھا اس کی خوابوں کی تعبیر سننے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آتا۔ نہ اس طرح کثرت کے ساتھ فاقوں کے مارے ہوئے لوگوں کی روٹی کا انتظام ہوتا۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے یہ بات جو کہہ دی ہے یہ ان باریک مضمرات کو نظر

تبلیغ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

انداز کر کے فرمائی ہے۔ صرف رسول اللہ کی محبت میں، آپ کے عشق میں، آپ کے بہتر ہونے کا ثبوت دیا ہے کہ آپ نے اپنے لئے قید کی دعا نہیں کی مگر حضرت یوسف کی دعا میں بہت سی باریک حکمتیں ہیں جو لامتناہی نتائج اپنے اندر رکھتی ہیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دعائیں اپنے لئے روز مانگا کرتے تھے آپ خود فرماتے ہیں: "اول: اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوم: پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ سوم: پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ چہارم: پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔ پنجم: اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۹۔جدید ایڈیشن)

ان میں سے جو چہارم ہے 'مخلص دوستوں کے لئے نام بنام'۔ اب تو اس کثرت کے ساتھ خط آتے ہیں کہ ان مخلص دوستوں کے لئے نام بنام دعا کرنا میرے لئے ناممکن ہو جاتا ہے سوائے اس کے کہ وہ خط پڑھتے وقت اس وقت میں نام لے کر دعا کر تا رہتا ہوں۔ اور پھر تہجد کی نماز میں عمومی قسموں کے لحاظ سے تقسیم کر کے ان کے لئے دعا مانگتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات۔ ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾۔ اور جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اور میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا سب لوگوں کے لئے رحمت کا سامان پیش کروں"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

"پھر ۲ر فروری ۱۹۰۳ء کا الہام ہے "اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً. دُعَآءُ كَ مُسْتَجَابٌ"۔

(الحکم جلد ۷نمبر ۵ مورخہ ۷/فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶)

میں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔ تیری دعا مقبول ہوئی۔

(تذکرہ صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ایک الہام ہے ۱۸۷۷ء کا کہ "میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا۔ مگر شرکاء کے بارہ میں نہیں۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۵۳)

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ واقعہ بھی لکھتے ہیں جو آپ نے اپنے شرکاء کے بارہ میں دعا کی اور قبول نہیں ہوئی۔ اور آپ کو پہلے سے بتا دیا گیا تھا کہ یہ دعا قبول نہیں ہوگی۔ اور شرکاء کو آپؑ نے کہا کہ اس مقدمہ سے باز آجائیں ان کو ناکامی ہوگی۔ لیکن وہ باز نہیں آئے۔ اس کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں لکھتے ہیں:

"مرزا اعظم بیگ سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے ہمارے بعض بے دخل شرکاء کی طرف سے ہماری جائیداد کی ملکیت میں حصہ دار بننے کے لئے ہم پر نالش دائر کی۔ اور ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم اپنی فتحیابی کا یقین رکھ کر جوابدہی میں مصروف ہوئے۔ میں نے جب اس بارہ میں دعا کی تو خدائے علیم کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ "اُجِيْبُ كُلَّ دُعَآئِكَ اِلَّا فِيْ شُرَكَآئِكَ"۔ پس میں نے سب عزیزوں کو جمع کر کے کھول کر سنا دیا کہ خدائے علیم نے مجھے خبر دی ہے کہ تم اس مقدمہ میں ہرگز فتحیاب نہ ہو گے اس لئے اس سے دست بردار ہو جانا چاہئے۔ لیکن انہوں نے ظاہری وجوہات اور اسباب پر نظر کر کے اور اپنی فتحیابی کو متیقن خیال کر کے میری بات کی قدر نہ کی اور مقدمہ کی پیروی شروع کر دی اور عدالت ماتحت میں میرے بھائی کو فتح بھی ہو گئی۔ لیکن خدائے عالم الغیب کی وحی کے برخلاف کس طرح ہو سکتا تھا۔ بالآخر چیف کورٹ میں میرے بھائی کو شکست ہوئی اور اس طرح اس الہام کی صداقت سب پر ظاہر ہو گئی"۔

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۹۰،۵۹۱)

پس ابتدائی طور پر جو ان کو فتح ہوئی یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کامل یقین تھا کہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کی بات پوری نہ ہو۔ وہ اس وقت وقتی طور پر بغلیں بجاتے ہونگے لیکن سپریم کورٹ میں جا کر پھر اس مقدمہ کا آخری فیصلہ ہو گیا جس کے بعد اور کوئی اپیل نہیں ہوتی۔

مختلف جماعتوں میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

کالیکٹ (کیرلہ) خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے احباب و **مستورات** جماعت احمدیہ کالیکٹ نے امسال بھی رمضان المبارک کے بابرکت ایام ولیالی عبادات۔ ذکر الٰہی دعاؤں اور درس و تدریس وغیرہ کے ذریعہ روح پرور ماحول میں گذارنے کی توفیق پائی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے شرف قبولیت عطا فرمائے آمین۔

درس و تدریس

روزانہ بعد نماز تراویح قرآن مجید کا اور قبل از عشاء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا درس ہوتا رہا۔ نیز ہر اتوار کو شام ایک گھنٹہ قرآن مجید کا درس ہوتا رہا۔

خطبہ جمعہ:۔ پچھلے کئی سالوں سے سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ خطبہ ملایالم میں ترجمہ کر کے اگلے جمعہ ہی تمام جماعتوں میں سنائے جانے کا انتظام ہوتا رہا ہے۔ خدا کے فضل سے کالیکٹ میں کئی غیر احمدی افراد محض خطبہ سننے کی نیت سے جمعہ کی نماز پڑھنے کیلئے آتے رہے ہیں ان ہی میں سے بعض مخلصین کو بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔

لجنہ اماء اللہ کیلئے کلاس

ہر ہفتہ بروز پیر بدھ اور ہفتہ کے دنوں میں اس بابرکت مہینہ میں صبح ساڑھے دس بجے تا نماز ظہر لجنہ اماء اللہ کی قرآن کلاس ہوتی تھی۔ کلاس کے بعد خاکسار مستورات کے مختلف دینی و فقہی مسائل کا جواب بھی دیتا رہا۔

اعتکاف:۔ خدا کے فضل سے امسال ۸ افراد کو مسجد احمدیہ میں اعتکاف بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اجتماعی دعا:۔ مورخہ ۱۵ نومبر شام کو سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ کی اجتماعی دعا میں شرکت کیلئے احباب و مستورات پانچ صد کی تعداد میں حاضر ہوئیں۔

عید الفطر:۔ مورخہ ۱۷ نومبر کو نماز عید ادا کی گئی۔ مسجد احمدیہ کا نچلا حصہ باوجود اس کی وسعت کے نمازیوں کیلئے ناکافی ثابت ہوا اسی طرح مسجد کی پہلی منزل بھی خواتین سے کھچا کھچ بھر گئی تھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے احباب و مستورات اپنی اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ و خیرات بھی کرتے رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری عبادتوں کو محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے۔ آمین۔ (محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

کلکتہ:۔ کلکتہ میں مورخہ ۱۷-۱۱-۰۱ بروز ہفتہ رمضان المبارک شروع ہوا۔ مکرم حافظ خالد احمد صاحب نے مسجد احمدیہ کلکتہ میں نماز تراویح پڑھائی۔ مکرم نصیر احمد صاحب بانی نے بھی تراویح پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ رمضان المبارک کے دوران ہر روز نماز عشاء سے قبل اور ہر اتوار کو مغرب سے قبل خاکسار نے درس دیا۔ اس کے علاوہ چار خطبات جمعہ میں بھی فضائل و برکات رمضان پر روشنی ڈالنے کی توفیق ملی۔ ہر اتوار کو نماز تہجد باجماعت اور اجتماعی سحری اور افطار کا بھی جماعتی طور پر انتظام رہا علاوہ ازیں تین اجلاس کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں تلاوت نظم کے علاوہ مختلف عناوین پر انصار و خدام نے تقاریر کیں۔ (نسیم احمد طاہر مبلغ کلکتہ)

کشن گڑھ (راجستھان): اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ امسال بھی ماہ رمضان المبارک کے روحانی مائدہ سے احباب جماعت احمدیہ کشن گڑھ کو بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ احمدیہ مسجد میں نماز تراویح کے علاوہ درس و تدریس کا اہتمام بھی رہا۔ احباب و خواتین اور نو احمدی احباب بڑے ذوق و شوق سے تمام عبادات اور دینی پروگرام میں حاضر ہوتے رہے۔ اور اسی طرح سیکرٹری مال مریم بیگم و نائب صدر لجنہ نصیرہ خاتون گھر گھر جا کر نومبائعین خواتین کو ساتھ لاتی رہیں۔ احباب جماعت نے صدقات دیئے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں رنگ و روغن کا کام کرنے آئے ایک نوجوان نے روحانی ماحول اور M.T.A. کا پروگرام دیکھ کر بیعت کر لی۔ الحمد للہ۔ ۱۷-۱۲-۲۰۰۱ کو تمام افراد نے مسجد احمدیہ کشن گڑھ میں عید الفطر کی نماز ٹھیک ۹:۳۰ پر ادا کی۔ اس موقعہ پر دور دراز کے گاؤں کے لوگ بھی عید الفطر کی نماز ادا کرنے آئے مسجد پُر ہونے کے بعد صحن میں نماز کا انتظام کیا گیا۔ (سلیم احمد سہارنپوری معلم کشن گڑھ)

دارالتبلیغ سپول (بہار) میں تربیتی اجلاس

۵ر دسمبر ۲۰۰۱ء بروز بدھ اس تربیتی اجلاس کا آغاز مہوا سے آئے ہوئے جملہ نومبائعین کے ساتھ عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد کیا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت خاکسار نے کی۔ تلاوت قرآن پاک مکرم محمد اکرام صاحب ساکن مہوا نے کی۔ مکرم جناب غلام السطین صاحب معلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا اور پھر مکرم جناب محمد مجیب الرحمٰن صاحب معلم اور مکرم جناب غلام السطین صاحب معلم نے رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ اور نومبائعین کے پیش نظر تربیتی امور پر تقریر کی۔ خاکسار نے بھی تربیتی موضوع پر اور تبلیغ کے کام کو مزید وسیع اور تیز کرنے پر روشنی ڈالی اجتماعی دُعا کے ساتھ اجلاس کا اختتام ہوا۔

(شیخ محمد علی مبلغ سرکل انچارج کشن گنج بہار)

☆ ☆ ☆

بقیہ: درس القرآن از صفحہ اول

مقرر کر رکھی ہے اس کی بنیادی صفات تقویٰ، زکوٰۃ کی ادائیگی اور آیات پر ایمان لانا ہے تو اس کے ساتھ نبی اُمّی جو تورات اور انجیل کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا کی اتباع بھی لازم قرار دے دی۔

اس امر میں اختلاف ہے۔ بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ (یہود) اعتقادِ نبوت کی وجہ سے اس کی پیروی کریں۔ جبکہ وہ اس نبی کی صفات تورات میں بطور پیشگوئی کے مذکور پاتے ہیں۔ جبکہ اس کی شریعت کی پیروی اس کے مخلوق کی طرف سے مبعوث ہونے سے قبل کرنا ان کے لئے جائز نہیں تھا۔ اور ﴿وَالْاِنْجِيْل﴾ انجیل سے مراد ہے کہ جو انجیل میں اس کے بارہ میں پیشگوئیاں پاتے ہیں اور یہ محال ہے کہ انجیل کے نزول سے قبل ہی انجیل کی پیشگوئیوں پر ان کو اطلاع ہو۔

بعض مفسرین کی رائے ہے کہ سابقہ بنی اسرائیل مراد ہی نہین ہیں بلکہ وہ بنی اسرائیل مراد ہیں جو حضرت رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے۔ فرمایا کہ یہ جو بنی اسرائیل کی موجودہ نسل ہے جب تک یہ اس رسول اُمّی کی کامل اتباع نہ کریں ان کے لئے آخرت کی رحمت مقدر نہ ہو گی۔

یہ دوسرا قول مفہوم کے زیادہ قریب ہے کیونکہ قبل بعثت باوجود اتباع ناممکن ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل اس رحمت کے مورد حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں نہیں بن سکتے تھے۔ مگر تقویٰ، ادائیگی زکوٰۃ اور ایمان بالآیات سے اور یہی صفات حضرت رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں نبی اُمّی کی شریعت پر عمل کرنے سے بنی اسرائیل کو رحمت کا مورد بنائے گی"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ نئی بات کی ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانہ کے یہود تو آنحضرت کی پیروی نہیں کر سکتے تھے مگر جو آپ کی صفات بیان ہوئی ہیں ان کی پیروی کر سکتے تھے۔ پھر لکھتے ہیں:

"جب یہ معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی نو(۹) صفات بیان فرمائی ہیں۔ پہلی صفت آپ کا رسول ہونا ہے۔ دوسری نبی ہونا، تیسری اُمّی ہونا، چوتھی وہ شخصیت جس کی تورات وانجیل میں معروف پیشگوئیاں ہیں، پانچویں امر بالمعروف کرنے والا، چھٹی نہی عن المنکر کرنے والا، ساتویں پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دینے والا، آٹھویں بُری اور خلاف طبع چیزوں کو حرام قرار دینے والا اور نویں رسوم وبدعات کے طوقوں اور بوجھوں سے نجات دینے والا ہے"۔ (تفسیر کبیر رازی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر پیش کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آپ فرماتے ہیں: "چالاکی سے علوم قرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا۔ اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ متقی کا معلّم خدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر اُمّیت غالب ہوتی ہے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں آپ نے تمام نبیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ تمام نبیوں پر اُمّیت غالب ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو خود تعلیم دیتا ہے۔ "ہمارے نبی کریم ﷺ کو اس لئے اُمّی بھیجا کہ باوجودیکہ آپؐ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا۔ پھر آپؐ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے جنہوں نے دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا۔ قرآن شریف جیسی پاک، کامل کتاب آپ کے لبوں پر جاری ہوئی جس کی فصاحت وبلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت ﷺ علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے جس کے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۳،۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ﴿يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں اور ان گردنوں کے طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے جن کی وجہ سے گردنیں سیدھی نہیں ہو سکتی تھیں۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور اپنی شمولیت کے ساتھ اس کو قوت دیں گے اور اس کی مدد کریں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اس کے ساتھ اُتارا گیا وہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائیں گے"۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم یادداشتیں۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۴۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی ایک اور اقتباس ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"وہ وہی لوگ ہیں جو اس رسول نبی پر ایمان لاتے ہیں کہ جس میں ہماری قدرت کاملہ کی دو نشانیاں ہیں۔ ایک تو بیرونی نشانی کہ توریت اور انجیل میں اس کی نسبت پیشین گوئیاں موجود ہیں جن کو وہ آپ بھی اپنی کتابوں میں موجود پاتے ہیں۔ دوسری وہ نشانی کہ خود اس نبی کی ذات میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ باوجود اُمّی اور ناخواندہ ہونے کے ایسی ہدایت کامل لایا ہے کہ ہر ایک قسم کی حقیقی صداقتیں جن کی سچائی کو عقل وشرع شناخت کرتی ہے اور جو صفحۂ دنیا پر باقی نہیں رہی تھیں لوگوں کی ہدایت کے لئے بیان فرماتا ہے اور ان کو اس کے بجالانے کے لئے حکم کرتا ہے اور ہر ایک نامعقول بات سے کہ جس کی سچائی سے عقل و شرع انکار کرتی ہے منع کرتا ہے اور پاک چیزوں کو پاک اور پلید چیزوں کو پلید ٹھہراتا ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں کے سر پر سے وہ بھاری بوجھ اتارتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے اور جن طوقوں میں وہ گرفتار تھے ان سے خلاصی بخشتا ہے۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لادیں اور اس کو قوت دیں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی بکلّی متابعت اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے وہی لوگ نجات یافتہ ہیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۶۴ تا ۵۶۶)

آیت ۱۵۹: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ...... الخ﴾ کی تلاوت وترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث نبویؐ ہے کہ ابوادریس خولانی روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے ابودرداءؓ سے سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ وحضرت عمرؓ کے درمیان بحث ہو گئی اور حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو ناراض کر دیا۔ حضرت عمرؓ آپ سے ناراضگی کی حالت میں منہ موڑ کر چلے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ آپ کے پیچھے بھاگے اور آپؓ سے معافی چاہی۔ انہوں نے ایسا نہ کیا اور زور سے دروازہ بند کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابودرداء کہتے ہیں کہ ہم بھی وہاں حاضر تھے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا یہ ساتھی غصہ میں لگتا ہے۔ ابودرداءؓ کہتے ہیں اس اثناء میں حضرت عمرؓ کو ندامت ہوئی اور وہ بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور کو سلام کیا اور قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ حضور کو ساری بات سنائی تو حضور کو غصہ آگیا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ کہنے لگے خدا کی قسم یا رسول اللہ! مجھ سے یہ ظلم سرزد ہوا ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "کیا تم میرے اس ساتھی کو چھوڑنے والے ہو کہ جب میں نے کہا کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ تو تم سب نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور (حضرت) ابو بکرؓ نے کہا کہ صَدَقْتَ"۔

(بخاری کتاب التفسیر۔ باب قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ......)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی طبیعت میں انکساری تھی اس کی وجہ سے آپ اپنا قصور تسلیم کر رہے تھے۔

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں: "یہ آیت اگرچہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ تمام مخلوق کے لئے مبعوث ہوئے ہیں مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام میں کوئی اور تمام مخلوق کے لئے مبعوث نہیں ہوا۔ بلکہ تمام دلائل کی طرف رجوع واجب ہے کہ آیا آپ کے علاوہ کوئی اور نبی ایسا ہے جو تمام مخلوق کے لئے مبعوث ہوا یا کوئی نہیں؟ پس ہم کہتے ہیں کہ جمیع علماء اس بات میں متفق ہیں کہ آپؐ کے علاوہ اور کوئی نبی ایسا نہیں جو تمام مخلوق کے لئے بھیجا گیا ہو کیونکہ حضرت رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ: مجھے پانچ ایسی خصوصیات حاصل ہیں جو کسی اور نبی کو مجھ سے پہلے نہیں دی گئیں۔ مَیں سرخ اور کالے ہر رنگ ونسل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ساری زمین کو میرے لئے پاک اور مسجد بنایا گیا ہے۔ مجھے دشمن پر ایک ماہ کی مسافت کا رعب دیا گیا ہے۔ اور مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے ایسا نہیں تھا۔ اور مجھے کہا گیا ہے کہ دعا کر تجھے عطا کیا جائے گا۔ چنانچہ مَیں نے اسے اُمّت کی شفاعت کے لئے مخفی رکھا ہوا ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ حدیث اس مقصد کے ثبوت پر قطعی طور پر دال نہیں ہے کیونکہ بعید نہیں کہ اس سے مراد یہ ہو کہ پانچوں خواص من حیث المجموع حضرت رسول کریم ﷺ کے خواص ہیں جو آپ کے علاوہ کسی اور کو مجموعی طور پر حاصل نہیں۔ البتہ یہ لازم نہیں کہ آپ کے خواص کا یہ مجموعہ اس خواص کے مجموعہ میں کسی فرد واحد پر بھی اطلاق پاتا ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی اپنی ساری اولاد کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور اس لحاظ سے وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی سے نکلے تھے تو وہ ان لوگوں کی طرف جو آپ کے ساتھ تھے مبعوث ہوئے جبکہ اس زمانہ میں جتنے بھی لوگ تھے وہ صرف آپ کی قوم ہی تھی"۔ (تفسیر کبیر رازی)

حضور نے فرمایا کہ یہاں امام صاحب کو غلطی لگی ہے۔ آدم سے پہلے بھی لوگ دنیا میں موجود تھے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آسٹریلیا میں چالیس ہزار سال سے انسان موجود تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آدم کی اولاد تو محدود تھی اور محدود علاقہ میں تھی۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے علامہ الفیض کاشانی کا ایک حوالہ پڑھا۔ وہ لکھتے ہیں: "کتاب مجالس میں حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا "یہود کا ایک گروہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمدؐ! کیا آپ اپنے آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے ہیں اور آپ ہی وہ ہیں جن پر اس طرح وحی نازل ہوتی ہے جس طرح موسیٰ بن عمران پر نازل ہوتی تھی۔ حضرت رسول اکرم ﷺ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے پھر فرمایا ہاں مَیں سیدِ ولد آدم ہوں اور کوئی فخر نہیں اور مَیں خاتم النبیین اور امام المتقین ہوں اور رب العالمین کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں۔

تو انہوں نے پوچھا آپ کن کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔عربوں کی طرف، عجمیوں کی طرف یا پھر ہماری طرف؟اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔وہ ہستی جس کے قبضۂ قدرت میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے۔پس ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر اور جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے کلمات (یعنی جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ سے قبل انبیاء پر کلام نازل فرمایا) پر ایمان لاتا ہے۔پس اس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ"۔

حضور ایدہ اللہ نے اس پر فرمایا کہ یہ جو آیتوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ فلاں واقعہ کسی آیت کے نزول کی وجہ ہے یہ درست نہیں۔آنحضرت ﷺ کی بعثت عام تھی اور آپ کی شریعت اپنے نزول کے لئے کسی یہودی کے سوال کی محتاج نہیں تھی۔

پھر علامہ کاشانی لکھتے ہیں:"میرے نزدیک اس سے مراد علمِ لَدُنّی ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور ولایت تک پہنچاتا ہے۔پس اس تک رسائی ایمان اور اتباع نبی اور جس کے بارہ میں نبی نے اتباع کرنے کا فرمایا ہے کی اتباع سے ہی حاصل ہو سکتی ہے"۔(تفسیر الصافی)۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اتنا حصہ درست ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"﴿وَكَلِمٰتِهٖ﴾:اب تو قرآن گویا قسم کھانے کے لئے رکھا ہے یا عمل حب و بغض و حصول رزق کے لئے۔افسوس جو قرآن حُبَّ لِغَيْرِ اللهِ کو چھڑوا کر اَلْحُبُّ لِلّٰهِ کے لئے آیا اس سے یہ اُمید رکھی جاوے"۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب "جنگ" اخبار اٹھا کر دیکھ لیں وہاں روز اس قسم کے اشتہار ہوتے ہیں۔یہ بالکل جھوٹ قصہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:"ایک دفعہ ایک شخص نے جو میرا پیر بھائی تھا مجھے ایک عمل لکھ بھیجا کہ اسے پڑھنے سے ڈیڑھ سو روپیہ آمدنی ہو جائے گی۔جو میں نے کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔عرض حال پر اس نے مجھے لکھا:

بمطلب مے رسد جویائے کام آہستہ آہستہ
ز دریا مے کشد صیاد دام آہستہ آہستہ

اس کے بعد جب میں نے وہ عمل کیا اور اپنی اوسط آمدنی نکالی تو بیچ بیچ ڈیڑھ سو نکلی۔مگر معاً میرے دل میں آیا یہ اس عمل کا نتیجہ ہے یا طبابت کا۔اس بات کو صاف کرنے کے لئے میں نے ارادہ کیا کہ پہلے صرف طبابت کرتا ہوں۔پھر دوسرے مہینے طبابت چھوڑ کر صرف یہ عمل کروں گا پھر دیکھوں گا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اس نے میری ہدایت کا سامان بہم پہنچایا۔اس مہینے مجھے طبابت سے ۱۲۰۰ روپے کی آمدنی ہوئی۔اس عمل کو میں نے خسارے کا موجب جانا۔اس لئے چھوڑ دیا۔کچھ مدت بعد وہی عمل بتانے والا آیا جس نے آخر مجھ سے استدعا کی کہ مہاراج کے پاس مجھے ساٹھ روپے کا دعا ہی بنوا دو۔حتی کہ پندرہ روپے پر راضی ہو گیا جس سے صاف کھل گیا کہ یہ فرقہ کیسا ذلیل ہے اور یہ راہ مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ کی نہیں"۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ،۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:"یہ وسواس کہ خدا نے اپنی کتاب امیّوں اور بدوؤں کے لئے بھیجی ہے (ان کی سمجھ کے موافق چاہئے) ٹھیک نہیں ہے۔اول تو اس میں یہ جھوٹ ہے کہ وہ کلام صرف امیّوں کی تعلیم کے لئے نازل ہوا ہے۔خدا نے تو آپ ہی فرمایا ہے کہ تمام دنیا اور مختلف طبائع کی اصلاح کے لئے یہ کتاب نازل ہوئی ہے جیسے امّی اس کتاب میں مخاطب ہیں ایسے ہی عیسائی اور یہودی اور مجوسی اور صابئین اور لامذہب اور دہریہ وغیرہ تمام فرقے مخاطب ہیں اور سب کے خیالات فاسدہ کا اس میں ردّ موجود ہے سب کو سنایا گیا ہے ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ الجزو نمبر ۹۔پھر جب کہ ثابت ہے کہ قرآن شریف کو تمام دنیا کی طبائع سے کام پڑا تو تم خود ہی سوچو کہ اس صورت میں لازم تھا یا نہیں کہ وہ ہر ایک طور کی طبیعت پر اپنی عظمت اور حقانیت کو ظاہر کرتا اور ہر ایک طور کے شبہات کو مٹاتا۔ماسوا اس کے اگرچہ اس کلام میں امّی بھی مخاطب ہیں مگر یہ تو نہیں کہ خدا امّیوں کو امّی ہی رکھنا چاہتا تھا بلکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ جو طاقتیں انسانیت اور عقل کی ان کی فطرت میں موجود ہیں وہ ممکن قوت سے حیّز فعل میں آ جائیں۔اگر نادان کو ہمیشہ کے لئے نادان ہی رکھنا ہے تو پھر تعلیم کا کیا فائدہ ہوا۔خدا نے تو علم اور حکمت کی طرف آپ ہی رغبت دے دی ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۹۳ تا ۴۹۸)

اسی طرح فرمایا:"یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائے ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بہت ہی اہم بات ہے۔یہ سوچ لینا کہ آنحضرتؐ نے قرآن کے سب مطالب کی تشریح کر دی ہے درست نہیں۔آپ کی زبان سے بہت سی پیشگوئیاں تو بیان ہوئی ہیں جن کے معانی اس وقت کھلے جب وہ پوری ہوئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:"یہ اقوال ہمارے مخالفوں کے صاف دلالت کر رہے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی غیر محدود عظمتوں اور خوبیوں پر ایمان نہیں لاتے اور ان کا یہ کہنا کہ قرآن کریم ایسوں کے لئے اترا ہے جو اُمّی تھے اور بھی اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ قرآن شناسی کی بصیرت سے بکلی بے بہرہ ہیں۔وہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے نبی ﷺ محض امّیوں کے لئے نہیں بھیجے گئے بلکہ ہر ایک رتبہ اور طبقہ کے انسان ان کی امت میں داخل ہیں۔اللہ جل شانہ فرماتا ہے ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ پس اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم ہر ایک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے اور در حقیقت آیت ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب:۴۱) میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے"۔

(کرامات الصادقین۔روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۶۱)

پھر فرمایا:"اس وقت کے تمام مخالف مولویوں کو ضرور یہ بات ماننی پڑے گی کہ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء تھے اور آپ کی شریعت تمام دنیا کے لئے عام تھی اور آپ کی نسبت فرمایا گیا تھا ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ اور نیز آپ کو یہ خطاب عطا ہوا تھا ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ سو اگرچہ آنحضرت ﷺ کے عہد حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک تھیں قرآن شریف میں جمع کی گئیں لیکن مضمون آیت ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہو سکا"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ کیسے نہیں ہو سکا اس لئے کہ وہ ملک ابھی دریافت بھی نہیں ہوئے تھے جن تک پیغام پہنچنا تھا جیسے امریکہ وغیرہ۔پس یہ اس زمانہ کے لئے موقوف تھا جب یہ زمین پھیلا دی جانی تھی۔

آپ فرماتے ہیں:"کیونکہ کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے بلکہ اگر وہ ساٹھ برس الگ کر دیئے جائیں جو اس عاجز کی عمر کے ہیں تو ۱۲۵۷ ہجری تک بھی اشاعت کے وسائل کاملہ گویا کالعدم تھے اور اس زمانہ تک امریکہ کل اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اس کے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا بلکہ دور دور ملکوں کے گوشوں میں تو ایسی بے خبری تھی کہ گویا وہ لوگ اسلام کے نام سے بھی ناواقف تھے۔غرض آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! میں تم سب کی طرف رسول ہوں عملی طور پر اس آیت کے مطابق دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی اور نہ اتمام حجت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی اور نیز یہ دلائل حقانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں اور یہ دونوں امر اس وقت غیر ممکن تھے۔لیکن قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ ﴿وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ (انعام:۲۰) یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی ان تک نہیں پہنچی"۔

(تحفہ گولڑویہ)

اسی طرح فرمایا:"جب دل میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔پھر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور وہ ترقی کرتا ہے۔آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ بالکل اکیلے تھے اور اس بیکسی کی حالت میں دعویٰ کرتے ہیں ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ کون اس وقت خیال کر سکتا تھا کہ یہ دعویٰ ایسے بے یار و مددگار شخص کا بار آور ہوگا۔پھر ساتھ ہی اس قدر مشکلات آپ کو پیش آئے کہ ہمیں تو ان کا ہزارواں حصہ بھی نہیں آئے"۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ و الحکم جلد ۹ نمبر ۳۳ مورخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱،۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو قرآن کریم کی تمام دنیا میں اشاعت کی جماعت احمدیہ کو توفیق مل رہی ہے یہ دراصل آنحضرت کی پیشگوئی کے مطابق ہے اور آپؐ ہی کے قدموں کی خیرات ہے کہ قرآن کریم کے ترجمے اور تبلیغی حکمتوں کے پیغامات مختلف زبانوں میں پہنچا رہے ہیں۔انشاء اللہ اگلی صدی کے آخر تک تمام دنیا کی زبانوں میں یہ پھیلا دیں گے۔حضور ایدہ اللہ کے استفسار پر مکرم منیر الدین صاحب شمس ایڈیشنل وکیل التصنیف نے بتایا کہ اس وقت تک ۵۴ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اور ۲۰ سے زائد زبانوں میں تراجم ہو رہے ہیں۔منتخب آیات کے تراجم ۱۰۰ سے زائد زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی جوتیوں کے غلام ہیں۔آج سب دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے۔اس سے پہلے کبھی یہ واقعہ نہیں ہوا۔یہ اللہ کا خاص احسان ہے کہ جماعت کو توفیق مل رہی ہے۔

آیت ۱۶۰:﴿وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ﴾ اور موسیٰ کی قوم میں بھی کچھ ایسے لوگ تھے جو حق کے ساتھ (لوگوں کو) ہدایت دیتے تھے اور اسی کے ذریعہ سے انصاف کرتے تھے۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں:"اس آیت میں حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل میں سے مومنوں کا توبہ کرنے والا گروہ مراد ہے"۔(تفسیر کشاف)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ تو صاف بات ہے۔مطلب یہ ہے کہ موسیٰ کی قوم میں ایسے لوگ تھے جو حق کے ساتھ ہدایت دیتے تھے اور آپ کی قوم کے ہر فرقہ میں سچے لوگ تھے اور ہر فرقہ اولیاء پر بھی مشتمل تھا۔وہ سارے لازماً حق کی ہدایت دیا کرتے تھے۔

آیت ۱۶۱:﴿وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا...الخ﴾ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ﴿اَسْبَاطًا﴾ کی حل لغات پیش کی۔اَلسِّبْطُ کسی چیز کا سہولت کے ساتھ پھیلنا۔شَعْرٌ سَبِطٌ سیدھے بال (جن میں آسانی سے کنگھی ہو سکے)۔اَلسِّبْطُ جمع اَسْبَاطٌ بیٹوں کے بیٹے (پوتے)۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ﴾ یہاں اَسْبَاط سے مراد قبائل ہیں اور ہر قبیلہ ایک شخص کی اولاد سے تھا۔(مفردات امام راغب)

اور ﴿اِنۡبَجَسَتۡ﴾ کے تحت بتایا کہ بَجَسَ الْمَآءَ وَانْبَجَسَ، پانی پھوٹ کر بہ نکلا۔ یہ انفجر کے ہم معنی ہے مگر اِنْبِجَاس عام طور پر اس مقام پر بولا جاتا ہے جب کسی تنگ مقام سے پانی بہ نکلے اور اِنْفِجَار تنگ اور وسیع دونوں جگہ سے بہ نکلنے پر بولا جاسکتا ہے۔ (مفردات امام راغب)

اسی طرح اَلْغَمَامُ کی حل لغت میں فرمایا: اَلْغَمُّ کسی چیز کو چھپالینا۔ اَلْغُمّٰی یعنی غبار، تاریکی اور جنگ کی شدت جو قوم پر چھاجائے۔ اَلْغَمَامُ بمعنے بادل اس لئے آتا ہے کیونکہ سورج کی روشنی کو ڈھانپ لیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اَنۡ یَّاۡتِیَہُمُ اللّٰہُ فِیۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ﴾ غُمَّ الْهِلَالُ کے معنی ہیں چاند بادلوں کے پیچھے چھپ گیا۔ یَوْمٌ غَمٌّ: سخت تاریک دن۔ لَیْلَةٌ غُمَّةٌ: سخت تاریک رات۔ (مفردات امام راغب)

﴿اَلۡمَنَّ﴾ کی تشریح میں فرمایا کہ اَلْمَنُّ کَالطَّلِّ شبنم کی طرح کی ایک چیز جو درختوں پر گرتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں درختوں پر ایسی میٹھی گوند نکلتی تھی جو لذیذ بھی تھی اور طاقت بھی بخشتی تھی۔ سلوٰی بٹیر کو بھی کہتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ﴿مَنّ﴾ ایسے انعام کو بھی کہتے ہیں جو بغیر محنت کے ملتا ہے۔ حضور نے بتایا کہ کاشت کرنا اور چیز ہے۔ یہ لوگ Gatherers تھے۔ بنی اسرائیل کو کاشت سے اس لئے بچایا کہ انہوں نے بہت سختی کے کام کرنے تھے اور اگر کاشتکاری کرتے تو ایک جگہ کے ہو کر رہ جاتے۔ اسی طرح ﴿مَنّ﴾ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک مائع جو بعض درختوں پر شہد کی طرح ظاہر ہوتا ہے اور گوند کی طرح سوکھ جاتا ہے۔

اور ﴿اَلسَّلۡوٰی﴾ کے متعلق بتایا کہ ﴿اَلسَّلۡوٰی﴾ دراصل اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کے لئے تسلی کا باعث ہو اور اسی سے سُلْوَانٌ اور اَلتَّسَلِّیْ کے الفاظ ہیں جو اطمینان اور راحت کے معنوں میں آتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ سَلْوٰی سے مراد بٹیر کی قسم کے جانور ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مَنّ سے مراد وہ رزق ہے جو آسمان سے اترتا ہے اور سَلْوٰی سے مراد پرندے ہیں۔ امام راغبؒ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے اپنے ان الفاظ میں اس رزق کی طرف تمثیلاً اشارہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے گوشت اور نباتات وغیرہ کی قسم کا عطا کیا ہے۔ (مفردات امام راغب)

سعید بن زیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھمبی بھی مَنّ میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کھمبی کا پانی بعض آنکھوں کے امراض میں استعمال کر کے دیکھنا چاہئے۔

علامہ رازی لکھتے ہیں کہ "اس آیت کا مقصود احوال بنی اسرائیل میں سے دو قسم کی تشریح ہے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کے لحاظ سے بارہ حصے بنائے جس کا ذکر سورۃ البقرہ میں ہوچکا ہے، یا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بارہ گروہوں میں تقسیم کر دیا کیونکہ وہ اولاد یعقوب میں سے بارہ مردوں کی اولاد میں سے تھے۔ پس ان میں فرق کر دیا اور یہ اس لئے کیا کہ وہ آپس میں حسد نہ کریں۔ اور ان میں فتنہ و فساد واقع نہ ہو"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ پانی اگر ایک جگہ ہوتا تو اتنے بڑے قبائل کے لئے وہاں سے پانی لینا ناممکن ہوتا۔ جہاں بارہ چشمے پھوٹے ہیں وہ ایک وسیع جگہ ہوگی۔

آیت ۱۶۲: ﴿وَاِذۡ قِیۡلَ لَہُمُ اسۡکُنُوۡا ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃَ ......الخ﴾ کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بالآخر بنی اسرائیل کو ایک جگہ بسانے کا انتظام بھی کر دیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ ﴿حِطَّۃٌ﴾ کہو یعنی گناہوں کی معافی طلب کرو مگر انہوں نے حِنْطَةٌ کہنا شروع کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ ان میں لفظوں کو بگاڑنے کی یہ عادت بہت گہری تھی اس وجہ سے خدا ناراض ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اس جگہ کے متعلق مفسرین نے مختلف نام لئے ہیں لیکن یہ بالکل بے معنی سی بات ہے۔ قرآن کریم میں یا حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔ ہوسکتا ہے اسرائیلیات پر ان کی بنیاد ہو۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں: "اس آیت میں قریہ سے مراد 'ایلہ' نامی بستی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ "مدین" مراد ہے۔ "طبریہ" بھی مراد لی گئی ہے۔ عرب "مدینہ" کو "القریہ" کا نام دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "حِطَّةٌ: استغفار جس کا نتیجہ ﴿نَّغۡفِرۡ لَکُمۡ خَطِیۡٓـٰٔتِکُمۡ﴾ ہے۔ سُجَّدًا: فرمانبرداری جس کا نتیجہ ﴿سَنَزِیۡدُ الۡمُحۡسِنِیۡنَ﴾ ہوگا۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

آیت ۱۶۳: ﴿فَبَدَّلَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡہُمۡ ......الخ﴾۔ اس آیت کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک ارشاد پڑھ کر سنایا۔ آپ فرماتے ہیں:

﴿مِنَ السَّمَآءِ﴾: اٹل۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰/ستمبر ۱۹۰۹ء)

﴿فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾: پھر بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے بدلہ ان کی شرارت کا۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

آیت ۱۶۴: ﴿وَسۡـَٔلۡہُمۡ عَنِ الۡقَرۡیَۃِ الَّتِیۡ کَانَتۡ ......الخ﴾ کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے علامہ شہاب الدین آلوسی کی تفسیر کے حوالہ سے بتایا کہ شُرَّعًا یعنی پانی کی سطح پر باہر نکل کر جیسے ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ ساحل کے قریب ہو کر۔ اور یہ لفظ "شَارِعٌ" کی جمع ہے جو شَرَعَ عَلَیْهِ سے ہے۔ جو اس وقت کہتے ہیں جب کوئی قریب ہوا اور بلند ہو۔ اور اَلشَّرْعُ میں اظہار اور کھول دینے کے معنی ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ حِیْتَانٌ شُرَّعٌ یعنی سروں کو بلند رکھنے والی مچھلیاں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے معنی ایک دوسرے کے پیچھے آنے والیوں کے ہیں۔ (روح المعانی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "سبت کے ایک معنی آرام کے بھی ہیں...... (اور) دوسرے معنے سبت کے ہفتہ کے ہیں۔ یہود کو اس دن شکار کی ممانعت تھی جیسے مسلمانوں میں جمعہ ہے۔ ﴿نَبۡلُوۡہُمۡ﴾: مخلصوں اور شریروں کا اظہار کرتے"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰/ستمبر ۱۹۰۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ابتلا کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔ (۱) راستبازوں اور اولوالعزم نبیوں پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا ﴿وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ رَبُّہٗ﴾ (بقرہ: ۱۲۵) (۲) بدذاتوں، بے ایمانوں، کافروں اور مشرکوں پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا ﴿بِمَا کَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ﴾ (۳) ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بھی ہے۔ ان پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا ﴿وَبَلَوۡنٰہُمۡ بِالۡحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ﴾ (الاعراف: ۱۶۹)۔ (۴) اور کبھی ابتلا ترقی مدارج کے لئے بھی آتے ہیں جیسے فرمایا ﴿وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ﴾ (البقرہ: ۱۵۶)"۔ (الحکم ۳۰/ستمبر ۱۹۰۸ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۸-۲۳۹)

"سبت جس کا عبرانی لہجہ شابت ہے اس کے معنی عربی کی طرح عبرانی میں بھی آرام کے ہیں۔ اس کے علاوہ عبرانی زبان میں اس کے معنی قطع کرنے اور ختم کرنے کے بھی ہیں۔ عربی میں کہتے ہیں سَبَتَ الشَّیْءَ: قَطَعَهُ، اس چیز کو کاٹا۔ سَبَتَ رَأْسَهُ: حَلَقَهُ۔ اس کا سر مونڈا۔ عبرانی زبان کے واقفوں کا عام طور پر خیال یہ ہے کہ ہفتے کے دن کا نام سبت آرام کی وجہ سے نہیں رکھا گیا بلکہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ اُس ہفتہ کے کام کو ختم کرتا ہے۔ پرانی بابلی زبان میں سَبَةُ دعائے توبہ کو کہتے تھے اس لئے بعض کے نزدیک یہ اسی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنے ہیں کہ یہ توبہ اور دعا کا دن ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا ببلیکا جلد ۴ کالم نمبر ۴۱۷۳)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ دونوں باتیں درست ہیں کہ وقتی طور پر کام چھوڑنے کا حکم ہے اور دوسرے یہ کہ یہ توبہ اور دعاؤں کا دن ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "فِی السَّبْتِ: سبت کے معنے ہیں آرام، راحت، آسودگی۔ لغت میں ہے اَلسَّبْتُ: اَلرَّاحَةُ۔ اکثر لوگ جب خدا انہیں دولت و مال، جاہ و جلال، جتھا، صحت عافیت دیتا ہے تو اس آسودگی میں خدا کو راضی کرنے کی بجائے ناراض کر لیتے ہیں۔ اور قسم قسم کی بدیاں اور حق تلفیاں کرتے ہیں اور اس آرام میں حدود الٰہیہ سے نکل جاتے ہیں۔ سبت کے ایک معنے اور بھی ہیں۔ وہ ایک دن کا نام ہے جیسے ہمارے ہاں جمعہ ہے۔ یہودیوں میں بھی ہفتہ ایک دن ایسا مقرر کیا گیا ہے جس میں ارشاد الٰہی تھا کہ شکار نہ کرو۔ وہ یوں کرتے تھے کہ گڑھوں میں مچھلیوں کو روک لیتے تھے اور دوسرے دن اٹھا لاتے اور کہتے آج تو سبت نہیں ہے۔ شریعت کے احکام میں کئی لوگ ایسے حیلے بنا لیتے ہیں جس سے ظاہری طور پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا مگر خدا تو ان کے دلوں کی نیتوں کو خوب جانتا ہے اس کو یہ لوگ کیونکر دھوکہ دے سکتے ہیں۔......"

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے سورۃ المائدہ: ۶۱ تا ۶۳ کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ "میں تمہیں آگاہ کروں کہ اللہ کے حضور بدتر بدلہ پانے والا کون ہے وہی گروہ جسے اللہ نے اپنی رحمت سے دور کیا۔ اس پر غضب نازل کیا جن کو بندر اور سؤر بنایا کیونکہ انہوں نے طاغوت کی فرمانبرداری کی۔ انہی لوگوں کا برا ٹھکانہ ہے اور سیدھے راستے سے بہت دور ہیں۔ جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر سے بھرے ہوئے آئے اور اسی کے ساتھ نکل گئے اور اللہ جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں اور تو ان میں سے بہت کو دیکھے گا کہ گناہ اور زیادتی میں اور حرام خوری میں پیش دستی کرتے ہیں۔ بہت برا ہے وہ امر جو وہ کر رہے ہیں۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ ان کی شکلیں مسخ نہیں ہوئیں۔ وہ لوگ گائے کی پرستش کرتے تھے خدا نے ان سے درشتی گائے ذبح کرائی"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵/فروری ۱۹۰۹ء)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ان آیات سے استنباط فرمایا ہے کہ ان کی شکلیں مسخ نہیں ہوئی تھیں بلکہ ان کے دل مسخ ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی آج کے درس کا وقت ختم ہوا اور یہ پاکیزہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔ (مرتبہ: ابولبیب)

درخواست دعا

مکرم محمد حسین صاحب نائیک آف آسنور کشمیر کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں موصوف اپنی مکمل شفایابی کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔ (محمد اقبال نائیک)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2001ء

☆☆☆ اسلام کا پیش کردہ رب العلمین خدا ☆☆☆

(مادی اور روحانی ربوبیت خصوصاً وحی و الہام اور بعثت انبیاء و رسل کی روشنی میں)

مکرم ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب ، سکندرآباد

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کا مضمون بہت ہی عظیم الشان مضمون ہے۔ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے حسن واحسان کا پتہ لگتا ہے اور دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے بڑی تفصیل سے اللہ تعالیٰ کی صفات پر روشنی ڈالی ہے اور ترمذی کی حدیث کی کتاب میں ہمارے سیّد ومولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اللہ تعالیٰ کے 99 نام درج ہیں اور ان کو مدنظر رکھنے اور ان کے مظہر بننے کی کوشش کرنے کی ترغیب ہے ہمارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ کے موضوع پر 16 اپریل 2001 سے نہایت ایمان افروز خطبات جمعہ دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت بابرکت کرے۔

ہمارا رب

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی چار بنیادی صفات کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ جسمیں اسکی پہلی صفت رب العالمین بیان ہوئی ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد اللہ تعالیٰ سورہ فاتحہ میں فرماتا ہے۔ الحمد للہ رَبِّ العٰلمین۔ یعنی ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔ جو رب ہے تمام جہانوں کا۔ رب کے معنی ہیں کسی چیز کو پیدا کر کے درجہ بدرجہ کمال کو پہنچانے والا۔ پرورش کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف جسمانی پرورش کرتا ہے بلکہ روحانی پرورش بھی کرتا ہے اور روحانی ترقیات کیلئے وہ اپنے رسولوں کو بھیجتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہم سے جو تعلق ہے وہ رب کے لفظ سے بیان ہوا ہے۔ ہم اپنے عزیزوں کا تعارف اس طرح کراتے ہیں کہ یہ میرا باپ ہے میں اُس کا بیٹا ہوں۔ یہ میری ماں ہے میں اس کا بیٹا ہوں۔ یہ میری بیوی ہے میں اس کا خاوند ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں:

یہ میرا رب ہے میں اُس کا بندہ ہوں۔ جیسے بچہ اپنے ماں باپ کے سامنے یہ کہہ کر اپنی محبت ظاہر کرتا ہے کہ میری ماں۔ میرا باپ اس طرح ہم یہ کہہ کر کہ میرا رب ہمارا رب ہم اپنے پیدا کرنے والے خدا سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں بار بار ربیؔ میرا رب۔ ربنا ہمارا رب کے پیارے الفاظ آتے ہیں۔ بہت سی دعائیں ربنا کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں۔ ہم نمازوں میں سبحان ربی العظیم پاک ہے میرا رب جو عظمت والا ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ پاک ہے میرا رب جو اعلیٰ ہے۔ کے الفاظ دہرا کر اپنے پیارے رب کو یاد کرتے ہیں۔

سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جو سید الاستغفار کی دعا سکھائی۔ اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھم اَنتَ رَبِّی لَا اِلٰہ اِلَّا انت خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ۔

اے اللہ تُو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔

دلبر نے کیسا جوڑ بنایا ہے دیکھنا
وہ خالقِ جہاں ہے تو مشتِ غبار ہم

(کلام محمود)

العٰلمین میں جاندار مخلوق اور بے جان مخلوق سب شامل ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ ھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ (الانعام ١٦٥)

یعنی تُو ان سے کہہ دے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب پسند کر لوں؟ جبکہ وہی ہے جو ہر چیز کا رب ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نئے چاند کو دیکھتے تو فرماتے تھے۔ ربّی و ربُّک اللّٰہُ یعنی میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔

سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اس طرح ذکر آتا ہے:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

یعنی اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم (ہر قسم کی آفات سے) بچو۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت کے طور پر بنایا ہے اور بادلوں سے پانی اُتارا ہے اور پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے میووں کی قسم کا رزق تمہارے لئے نکالا ہے پس تم سمجھتے بوجھتے ہوئے اللہ کے ہمسر نہ بناؤ۔

زمین کو فراش بنانے کے معنے یہ ہیں کہ اس میں انسان کے آرام کے سامان پیدا کئے گئے ہیں۔

آسمان کو بطور چھت کے بنایا گیا ہے یعنی مفاظت کا ذریعہ ہے۔ آسمان کو تمہاری بقا کی بنیاد بنایا ہے۔ بادل سے پانی اُتار کر تمہیں طرح طرح کے میوے بطور رزق دیے ہیں۔ الغرض ہمارا رب ہمارا خالق اور ہمارا رازق ہے۔ نہ صرف ہم پر بلکہ ہمارے باپ دادا سب پر اس کے احسانات ہیں۔ اسنے اُن کو بھی پیدا کیا تھا اور اُن کو بھی رزق دیتا تھا۔

سورۃ الملک میں فرمایا:

اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَہٗ (الملک ٢٢:٦٧)

یعنی کیا وہ ہستی جو تمہیں رزق دیتی ہے اگر اپنے رزق کو روک لے تو کیا کوئی ہے جو تمہیں رزق دے؟

ہمارا رب ہمیں علم بھی دیتا ہے۔ فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ (طٰہٰ ١١٥-٢٠) یعنی اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب! مجھے علم میں بڑھا دے

ہمارا رب دعاؤں کو سُنتا ہے فرمایا:

اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاءِ یعنی میرا رب دعا کو بہت سننے والا ہے۔ ہمارا رب الہام اور کشف اور خواب کے ذریعہ تسلی بھی دیتا ہے فرمایا:

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (یونس ٦٥:١٠) یعنی ان کیلئے دنیا کی زندگی میں بھی خوش خبری ہے اور آخرت میں بھی۔

نیز فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ۔ (حٰم السجدہ ٤١:٣١،٣٢)

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر استقامت اختیار کی ان پر فرشتے اُترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور غمگین مت ہو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی"۔

قرآن مجید میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ دنیوی اور اخروی۔ اس جگہ جنت سے ہر دو مُراد لی جاسکتی ہیں۔ تفسیر صغیر صفحہ ٦٣٢)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کا جو رب العٰلمین ہے بڑے پیارے انداز میں اس طرح ذکر فرماتے ہیں:-

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ۔ اس نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت دیتا ہے وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ۔ اور وہی مجھے کھلاتا ہے اور وہی مجھے پلاتا ہے۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ۔ اور وہی ہے جو مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا۔ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ۔ اور اس ذات کے اوپر مجھے امید ہے کہ جزا سزا کے وقت وہ میری خطاؤں کو بخش دے گا۔ (الشعراء ٧٩-٨٣:٢٦)

روحانی پرورش کے لیے بعثت انبیاء

اللہ تعالیٰ جس طرح ہماری جسمانی پرورش کرتا ہے اسی طرح وہ ہماری روحانی پرورش بھی کرتا ہے جسمانی اور روحانی دونوں سلسلے پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔ جس طرح جسمانی حالت تازہ پانی کی محتاج ہے۔ اسی طرح روحانی حالت بھی تازہ وحی کی محتاج ہے۔ قران مجید میں کئی جگہ یہ ذکر آتا ہے کہ زمین کو دیکھو کہ جب وہ مردہ ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل کر کے اس کو نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ اسی طرح جب دنیا گمراہی میں مبتلا ہو جاتی ہے تو وہ اپنے رسولوں کے ذریعہ اس کی روحانی زندگی کے سامان کرتا ہے۔

قران مجید فرماتا ہے:

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ۔ (النحل ١٦:٣)

یعنی وہ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جسے وہ پسند کرے فرشتوں کو اپنے کلام کے ساتھ اُتارتا ہے کہ خبردار ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈرو۔ مجھے ہی اپنے بچاؤ کا ذریعہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ رب العٰلمین ہے اس لئے اس نے ہر قوم میں ہر زمانہ میں اپنے رسول بھیجے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ۔ (الرعد ٨:١٣) یعنی ہر قوم کیلئے ایک رہنما ہوتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ (فاطر ٢٥:٣٥) یعنی اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں (خدا کی طرف سے) کوئی ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔

جب بھی دنیا اللہ تعالیٰ سے دور ہو گئی اور گناہوں میں مبتلا ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ انکی ہدایت کا سامان فرمایا اور ان کے ذریعہ ایک پاک انقلاب پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے بے لوث لوگوں کی خدمت کی۔ محض رب العٰلمین کی خاطر خدمت کی۔ چنانچہ سورۃ الشعراء میں بعض رسولوں کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی اپنی قوم سے یہ کہا کہ:

وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ۔ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (الشعراء ١٨١،١٦٥،١٤٦،١١٠،٢٦)

یعنی اور میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو صرف تمام جہانوں کے رب پر ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آمد انبیاء کی آمد کی تاریخ میں نہایت عظیم الشان واقعہ ہے۔ آپؐ پر قرآن مجید نازل ہوا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (السجدہ ٣٢،٢،٣)

یعنی کامل کتاب کا اُتارا جانا اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اس میں تمہاری زندگی ہے۔(کشتی نوح) نیز فرماتے ہیں:

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ اعلان فرمایا قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ (الاعراف ۷:۱۵۹) یعنی کہہ کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب العلمین خدا کے ساتھ جو گہرا تعلق تھا اس کا قرآن مجید نے اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - (الانعام ۶:۱۶۳)

یعنی تو کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفت رب العلمین کے مظہر تھے۔ آپ کی شفقت اور ہمدردی سب کیلئے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ - (الانبیاء ۲۱:۱۰۸)

یعنی اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت کے طور پر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو پاک انقلاب ہوا وہ بے نظیر ہے۔ عرب کے ملک کے لوگ ہر قسم کی بدی میں مبتلا تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان میں ایسی عظیم الشان تبدیلی ہوئی کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے اور پھر انسان سے مہذب انسان اور مہذب انسان سے باخدا انسان اور آخر خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہو گئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر دکھ اور تکالیف کو برداشت کیا اور ہر ایک مصیبت کے وقت آگے قدم رکھا۔ (پیغام صلح)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس روحانی انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَحْيَيْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَةٍ
مَا ذَا يُمَاثِلُكَ بِهٰذَا الشَّانِ

یعنی آپ نے صدیوں کے مردے ایک جلوے سے زندہ کر دیئے کون ہے جو اس شان میں آپ کا نظیر ہو سکے۔

رب عظیم کا بندہ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
(کلام طاہر)

موجودہ زمانہ میں جب پھر دنیا کے لوگ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گئے اور طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی نور سے منور ہو کر دنیا کو روشنی دی جیسا کہ چاند سورج سے روشنی لے کر اندھیری رات میں روشنی دیتا ہے۔ آپ کے وصال کے بعد بفضلہ تعالیٰ آپ کا دعوت الی اللہ کا کام آپ کے خلفاء کرام کے ذریعہ احسن طور پر جاری ہے۔ ہم اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ دنیا میں انقلاب پیدا فرمائے گا۔ وہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بعثت کی غرض و غایت اور اس میں کامیابی کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

"وہ کام جس کیلئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کروں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں۔ حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے"۔ (لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۰)

اللہ تعالیٰ کی صفت رب العلمین کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب پیغام صلح میں تحریر فرماتے ہیں:

"اے ہموطنو!! وہ دین دین نہیں جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کیلئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کیلئے اس کا سورج اور چاند اور کئی ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔ اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔ اس کے پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں"۔

نیز فرماتے ہیں:

"......خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو اسی آیت سے شروع کیا کہ الحمد للہ رب العلمین اور جا بجا اس نے قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا۔ اور قرآن شریف میں طرح طرح کی مثالوں میں بیان کیا گیا ہے کہ جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کیلئے ان کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے۔ ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے۔ جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے:

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ - (فاطر: ۲۵)

کہ ایسی کوئی قوم نہیں ہے جس میں کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا۔

سو یہ بات بغیر کسی بحث کو قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ رب العلمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں۔ اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے۔ اور تمام مکانوں کا رب ہے۔ اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے اور تمام فیوض کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اسی سے ہے اور اسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں۔ اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔

خدا کا فیض عام ہے جو تمام ملکوں اور تمام قوموں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملے اور نہ یہ کہیں کہ خدا نے فلاں فلاں قوم پر احسان کیا مگر ہم پر نہ کیا۔ یا فلاں قوم کو اس کی طرف سے کتاب ملی تا وہ اس سے ہدایت پاویں مگر ہم کو نہ ملی۔ یا فلاں زمانہ میں وہ اپنی وحی اور الہام اور معجزات کے ساتھ ظاہر ہوا مگر ہمارے زمانے میں مخفی رہا۔ پس اس نے عام فیض دکھلا کر ان تمام اعتراضات کو دفع کر دیا۔ اور اپنے وسیع اخلاق دکھلائے کہ کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا۔ اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھہرایا۔ (پیغام صلح روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۴۲-۴۴۱)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى (طٰہٰ ۲۰:۶۲)

یعنی یقیناً وہ نامراد ہو جاتا جو افترا کرتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"منجملہ اُن اصولوں کے جن پر مجھ کو قائم کیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصہ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ اُن پر گزر گیا ہے۔ اُن میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رُو سے جھوٹا نہیں اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔" (تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۶)

نیز فرماتے ہیں:-

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کی مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے ہوں یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی"۔ (تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۹)

ان اصول کے ماتحت ہم حضرت رام چندر حضرت شری کرشنا اور حضرت بدھ، حضرت کنفیوشس، حضرت زرتشت (اللہ تعالیٰ کی سلامتی ان سب پر ہو) کو اللہ تعالیٰ کے رسول مانتے ہیں۔ ہندوستان کے تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا نے قرآن شریف میں یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک ملک میں اس کے پیغمبر آتے رہے ہیں ایسا ہی ہند میں بھی خدا کے پاک پیغمبر اور اس کے کلام پانے والے گزرے ہیں اور ایسا ہی چاہئے تھا کیونکہ خدا تمام ملکوں کا ہے نہ صرف ایک ملک کا"۔ (قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۳۶)

نیز فرماتے ہیں "یہ تو سچ ہے کہ راجا رام چندر اور راجا کرشن درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اس میں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے۔ خدا کی نورانی تجلی ان پر اتری تھی۔ اسی لئے وہ اوتار کہلائے"۔ (سناتن دھرم روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۷۵ حاشیہ)

ساری کائنات کا رب

عالمین کا لفظ انسان کے دماغ کو نہ صرف زمین کے تمام علاقوں کی طرف لے جاتا ہے بلکہ زمین کے باہر سورج اور چاند اور ستاروں کی طرف دور دور تک پہنچا دیتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:-

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف ۷:۵۵)

یعنی یقیناً تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا وہ رات کو دن سے ڈھانپ دیتا ہے جبکہ وہ اسکو جلد جلد طلب کر رہا ہوتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کئے) جو اس کے حکم سے مسخر کئے گئے ہیں سنو پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکومت بھی۔ اللہ بہت برکت والا ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

سائنس نے ہمیں بتایا ہے کہ ہماری کائنات بہت وسیع ہے ہمارا سورج 15 کروڑ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور وہاں سے ہم تک روشنی آنے کے لئے 8 منٹ لگتے ہیں۔ سورج کے گرد ہماری زمین اور دوسرے سیارے اور بہت سے دم دار تارے گھوم رہے ہیں یہ سارا نظام شمسی اس سے بہت زیادہ بڑے نظام کا ممبر

ہے جسے Galaxy یا کہکشاں کہتے ہیں یہ اتنی بڑی ہے کہ اس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک روشنی کو سفر کرنے کے لئے ایک لاکھ سال لگتے ہیں ہمیں جو تارے نظر آتے ہیں وہ دراصل سورج ہیں جو بہت دور ہونے کی وجہ سے چھوٹے نظر آتے ہیں۔ اگر ہمارا سورج بھی اتنا دور ہوتا تو وہ بھی تارا نظر آتا ہماری کہکشاں میں کھربوں تارے ہیں جن میں سے ایک ہمارا سورج ہے کہکشاؤں کی تعداد اربوں میں ہے علاوہ ازیں جو مادہ بالکل نظر نہیں آتا جسے Dark Matter کہتے ہیں وہ نظر آنے والے مادہ سے بہت زیادہ ہے۔

قرآن مجید نے بتایا کہ چھ وقتوں میں آسمان اور زمین بنائے گئے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دم میں یہ کائنات نہیں بنی بلکہ تدریجی طور پر وجود میں آئی ہے۔

"خداتعالیٰ ہر ایک مخلوق کو تدریجی طور پر اپنے کمال وجود تک پہنچاتا ہے (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۰۰)۔ پیدائش کے چھ مراتب ہیں جو چھ وقتوں میں انجام پذیر ہوئے۔

موجودہ سائنس کے علم کے مطابق ہماری کائنات کی عمر کوئی بارہ تیرہ ارب سال ہے۔ اس کا آغاز ایک عظیم دھماکے سے ہوا۔ شروع میں وہ انتہائی گرم تھی اور باریک ترین ذرات پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد Photons, protons, electrons, neutrons,neutrinos وجود میں آئے۔ پھر جیسے حرارت کم ہوئی ہائیڈروجن، ہیلیم (Helium) اور بعض دوسرے عناصر بنے پھر ہائیڈروجن اور ہیلیم گیس سے کہکشائیں اور ستارے بنے۔ قدیم ستاروں کے اندر nuclear reactions کے ذریعہ مختلف عناصر بنے جو اُن کے فنا ہونے کے بعد Gas کا حصہ بن گئے۔ ایک عرصہ بعد ہمارا سورج اور نظام شمسی وجود میں آئے۔

ہمارے سورج کی عمر کوئی پانچ ارب سال ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں A brief history of time by Stephen Hawking, 1988)

ہمارے خون میں جو لوہا (iron) ہے۔ ہماری ہڈیوں میں جو کیلشیم (Calcium) ہے۔ ہمارے Tissues میں جو کاربن اور نائٹروجن ہیں۔ جو آکسیجن ہم سانس میں لیتے ہیں۔ یہ سب کسی قدیم ستارے کے بطن میں Nuclear reactions کے ذریعہ تیار ہوئے تھے۔ بعد میں اُس گیس کا حصہ بنے جس سے ہمارا نظام شمسی بنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو فرمایا کہ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ کہ تاروں کو اسنے اپنے حکم سے مسخر کیا۔ موجودہ سائنس اس کی تفصیل بتا رہی ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں Astrophysical Concepts by Martin Harwit, John Wiley & Sons, U.S.A. 1973)

ثم استوی علی العرش کی تفسیر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں بیان فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں ایک تشبیہی اور دوسری تنزیہی۔ تشبیہی صفت میں مخلوق کو اللہ تعالیٰ سے مشابہت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ ہم بھی محبت کرتے ہیں۔ تنزیہی صفت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کوئی مشابہت نہیں۔ عرش اللہ تعالیٰ کی تنزیہی صفت کا مظہر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس آیت سے مطلب یہ ہے کہ خدا نے اپنی تشبیہی صفات کا اظہار فرما کر پھر اس مقام کی طرف توجہ کی جو بے مثل و مانند ہونے کا مقام ہے جس کو زبان شرع میں عرش کہتے ہیں جو تمام عالموں سے برتر اور وہم و خیال سے بلند تر ہے۔ اور عرش کوئی مخلوق چیز نہیں ہے بلکہ محض وراء الوراء مقام کا نام عرش ہے جس سے مخلوق کو اشتراک نہیں"۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۶)

اس وقت سائنس کو اس مسئلہ سے بہت دلچسپی ہے کہ کائنات میں زندگی کہاں کہاں پائی جاتی ہے۔ ایک مشہور ہیئت دان Carl Sagan لکھتے ہیں:-

"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ کائنات زندگی سے بھری ہوئی ہے لیکن ہم انسانوں کو اب تک اس کا علم نہیں ہے۔ ہماری تحقیقات کا تو اب صرف آغاز ہوا ہے"۔ (Cosmos by Carl Sagan, Futura Macdonald & Co. London 1983 P.22)

اپریل 1990ء سے Hubble Telescope (ہبل دوربین) زمین کے باہر چکر لگا رہی ہے اور نئے نئے مشاہدات آ رہے ہیں۔ اب تک پچاس سے زیادہ ایسے سیارے دریافت ہو چکے ہیں جو اپنے تاروں کے گرد گھوم رہے ہیں۔ لیکن جاندار مخلوق کا اب تک کسی بھی جگہ پتہ نہیں لگا ہے۔

یہ بات نہایت ہی ایمان افروز ہے کہ قرآن مجید میں آسمانی اجرام میں زندگی کے پائے جانے کا ذکر ملتا ہے۔

سورہ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ۔ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ۔ (شوریٰ ۳۰:۴۲)

یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور دونوں میں جو کچھ جاندار اُس نے پھیلائے ہیں اس کے نشانوں میں سے ہیں اور وہ جب چاہے ان کے جمع کرنے پر قادر ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی بصیرت افروز کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth (Islam International Publication, Ltd. U.K 1998) میں قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں اس موضوع کو بیان فرمایا ہے۔

اس وقت دو اہم سوال ہیں۔ ایک یہ کہ کیا آسمانی اجرام میں لوگ پائے جاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اگر پائے جاتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے بھی ہدایت کا انتظام فرمایا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں سوالات کے جواب اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں دیا ہے جو 1896ء میں لکھی گئی تھی اور مذاہب عالم کانفرنس میں پڑھی گئی تھی۔ اب تک اس کے ترجمے کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ سورۃ الحشر کی آخری آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا بھی پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا۔ رحم میں تصویر کھینچنے والا ہے۔ تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آسکیں سب اُسی کے نام ہیں۔ اور پھر فرمایا:

يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ یعنی آسمان کے لوگ بھی اُس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں۔ اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مشہور کتاب کشتی نوح میں فرماتے ہیں:-

"ہمارے خدائے عزوجل نے سورۃ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہہ کر حقیقت سے ہمیں خبر دے دی کہ وہ رب العالمین ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح ان سب کا پیدا کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت ان کی پرورش کرتا ہے۔ اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے اور تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اس کا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کا جاری ہے۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۱،۴۲)

۱۹۰۸ء میں پروفیسر ریگ جو انگلستان کے رہنے والے تھے اور علم ہیئت کے ماہر تھے ہندوستان تشریف لائے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ان کی ملاقات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کروانے کا انتظام کیا۔ ۱۲ مئی کو ملاقات ہوئی۔ پروفیسر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعض سوالات کئے جن کے جوابات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دئے۔ ایک سوال یہ تھا کہ یہ امر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ زمین جس سے ہمارا تعلق ہے اس کے سوا اور ہزاروں کروڑوں سلسلے خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت اور انعامات کو کیوں اس زمین تک محدود کیا جاتا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا:

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس آسمان اور زمین کے سوا اور کوئی سلسلہ ہی نہیں۔ بلکہ ہمارا خدا کہتا ہے کہ وہ رب العالمین ہے یعنی کہ وہ کل جہانوں کا رب ہے اور کہ جہاں جہاں کوئی آبادی ہے وہاں وہاں ہی اس نے رسول بھیجے ہیں۔ عدم علم سے عدم شئی لازم نہیں آتی۔ جس خدا نے اس چھوٹی سی زمین کے واسطے اتنا وسیع سامان پیدا کیا اس نے کیوں دوسری تمام آبادیوں کے واسطے سامان نہ پیدا کئے ہونگے؟ وہ سب کا یکساں رب ہے اور سب کی ضرورتوں سے واقف۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۵۶)

گذشتہ صدی بلکہ گذشتہ دس سالوں میں علم کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے نہ معلوم اگلے دس سال میں اور اگلی صدی میں علم کہاں سے کہاں پہنچ جائے گا۔ جوں جوں علم ترقی کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ ہم اللہ تعالیٰ کی صفت رب العلمین کے نئے نئے جلوے دیکھتے چلے جائینگے۔ سورۃ الجاثیہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (الجاثیہ ۳۸،۳۷:۴۵)

پس اللہ ہی کی سب تعریف ہے جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب ہے (یعنی وہی جو تمام جہانوں کا رب ہے) اور اسکی ہے ہر بڑائی آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور وہی کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ

جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ کا اڑتیسواں (۳۸) جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ 17،16 فروری 2002ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ صوبہ اڑیسہ کی جملہ جماعتوں کے احباب اپنے اپنے علاقہ کے نو مبائعین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ یہ جلسے نو مبائعین کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہیں۔

جلسہ مذکور کی ہر طرح سے کامیابی کیلئے احباب سے دعا کی بھی درخواست ہے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

سو سال پہلے
تاریخ احمدیت سے

۱۹۰۱ء

جمع الصلوٰۃ کا نشان

پیغمبر عالم آنحضرت ﷺ نے مسیح موعودؑ کی جو علامات بتائی تھیں ان میں ایک علامت یہ بھی تھی کہ "تُجمَع لہُ الصَّلوٰۃ" یعنی مسیح موعود کے لئے نمازیں جمع کی جائیں گی۔ جس میں اس طرف اشارہ تھا کہ مصروفیت کا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس کے دینی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے نمازیں جمع کی جائیں گی۔ ضمناً اس سے یہ بھی بتانا مقصود تھا کہ مسیح موعود نماز کے وقت پیش امام نہیں ہوگا بلکہ کوئی اور امامت کرائے گا۔ سو اس پیشگوئی کے عین مطابق قریباً اکتوبر ۱۹۰۰ء سے فروری ۱۹۰۱ء تک کا دور ایسا آیا جب کہ "خطبہ الہامیہ، تحفہ گولڑویہ، تریاق القلوب" اور بعض دوسری کتب کی تکمیل اور "اعجاز المسیح" کی تصنیف کے سلسلہ میں چار پانچ ماہ تک حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ مسجد مبارک میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرواتے رہے۔ یہ دور فی الحقیقت آپؑ کے لئے ایک زبردست علمی جنگ کا تھا اور ضعف دماغ اور دوسرے مہلک عوارض کے باوجود دل میں خدمت دین کا اس درجہ جوش پیدا ہوا کہ "اعجاز المسیح" لکھ چکے تو طبیعت نے چاہا کہ دوسری اہم دینی مہمات کی طرف توجہ کرنے سے پہلے دو تین دن آرام کیا جائے۔ مگر خالی بیٹھے رہنا آپ کو گوارا نہ ہوا۔ چنانچہ ۲۳؍ فروری ۱۹۰۱ء کو خود ہی فرمایا:

"تفسیر کا کام تو ختم ہو گیا اور ہم چاہتے تھے کہ دوسرے ضروری کاموں کے شروع کرنے سے پہلے دو تین دن آرام کر لیتے مگر جی نہیں چاہتا کہ خالی بیٹھے رہیں۔ مثنوی مولانا روم میں لکھا ہے کہ ایک بیماری ہوتی ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ اس کو ہر وقت کوئی مکیاں مارتا رہے۔ ایسا ہی اہل اللہ کا حال ہوتا ہے کہ وہ آرام نہیں کر سکتے۔ کبھی خدا ان پر کوئی محنت نازل کرتا ہے اور کبھی وہ آپ کوئی ایسا کام چھیڑ بیٹھتے ہیں جس سے ان پر محنت نازل ہو۔ نہایت درجہ برکت کی بات یہ ہے کہ انسان خدا کے واسطے کسی کام میں لگا رہے"۔

☆......☆......☆......☆

مولوی محمد احسن صاحب کے اعتراض کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی راوی ہیں کہ جمع صلوٰۃ کے سلسلہ میں جب دو ماہ کا عرصہ ہو چلا تو ایک دن مولانا محمد احسن صاحب امروہوی نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ بہت دن نمازیں جمع کرتے ہو گئے ہیں لوگ اعتراض کریں گے تو ہم اس کا کیا جواب دیں گے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے جواب دیا کہ حضرت صاحب سے ہی پوچھیں۔ مولوی محمد انوار حسن خان صاحب شاہ آبادی اس خط و کتابت میں قاصد تھے۔ ان سے حضرت منشی صاحب کو بھی اس سوال و جواب کا علم ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے حضور کی خدمت میں اس امر کا تذکرہ کر دیا۔ (یہ دسمبر ۱۹۰۰ء کا واقعہ ہے)۔ اس وقت تو حضورؑ نے کچھ نہ فرمایا لیکن مغرب کے بعد حضور نے اس پر خفگی کا اظہار فرمایا اور جمع صلوٰۃ کے نشان کے متعلق ایک جلالی تقریر فرمائی جس میں حضورؑ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس امر پر روشنی ڈالنے کے بعد کہ گزشتہ پیشگوئیوں کے مطابق جمع صلوٰۃ کے علاوہ کئی اور اجتماعی رنگ کے نشانات روز روشن کی طرح پورے ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ "مَیں وہی ہوں جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ ہاں مَیں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کی معرفت بڑھانے کے لئے منہاج نبوت پر اس قدر نشانات ظاہر کئے کہ لاکھوں انسان اس کے گواہ ہیں .... زمین نے اپنے نشانات الگ ظاہر کئے، آسمان نے الگ...... پھر اس قدر نشانات کے بعد اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ ہلاک ہوتا ہے۔ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک پر خدا نے ایسا فضل کیا ہے کہ ایک بھی تم میں سے ایسا نہیں جس نے اپنی آنکھوں سے کوئی نہ کوئی نشان نہیں دیکھا؟ ایک بھی نہیں۔ پھر ایسی بصیرت اور معرفت رکھنے والے نشانوں کے بعد مجھ پر حسن ظن ہی نہیں رہا بلکہ میری سچائی اور خدا کی طرف سے مامور ہو کر آنے پر تم علی وجہ البصیرت گواہ ہو اور تم پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ پھر وہ بڑا ہی بدقسمت اور نادان ہوگا جو اتنے نشانوں کے بعد اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ابتلاء میں پڑے"۔

"تم بہت سے نشانات دیکھ چکے ہو۔ اور حروف تہجی کے طور پر اگر ایک نقشہ تیار کیا جاوے تو کوئی حرف باقی نہ رہے گا کہ اس میں کئی نشان نہ آویں۔ تریاق القلوب میں بہت سے نشان جمع کئے گئے ہیں اور تم نے اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھے۔ اب وقت ہے کہ تمہارے ایمان مضبوط ہوں اور کوئی زلزلہ اور آندھی تمہیں ہلا نہ سکے۔ بعض تم میں سے ایسے بھی صادق ہیں کہ انہوں نے کسی نشان کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجھی گو خدا نے اپنے فضل سے ان کو سینکڑوں نشان دکھادئے لیکن اگر ایک بھی نشان نہ ہوتا تب بھی وہ مجھے صادق یقین کرتے اور میرے ساتھ تھے۔ چنانچہ مولوی نورالدین صاحب کسی نشان کے طالب نہیں ہوئے۔ انہوں نے سنتے ہی آمنا کہہ دیا اور فاروقی ہو کر صدیقی عمل کر لیا۔ لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ شام کی طرف گئے ہوئے تھے واپس آئے تو راستہ ہی میں آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت کی خبر پہنچی۔ وہیں انہوں نے تسلیم کر لیا"۔

حضرت اقدس کی اس پر معارف تقریر نے ایک نیا ایمان و عرفان پیدا کر دیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب پر تو اس کا اتنا اثر ہوا کہ آپ عقیدت و ارادت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اٹھے اور عرض کیا کہ مَیں اس وقت حاضر ہوا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی رسول کریم ﷺ کے حضور رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا کہہ کر اقرار کیا تھا۔ اب میں اس وقت صادق امام مسیح موعود اور مہدی معہود کے حضور وہی اقرار کرتا ہوں کہ مجھے کبھی ذرا بھی شک اور وہم حضور کے متعلق نہیں گزرا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بہت سے اسباب ایسے ہیں جن کا ہمیں علم نہیں اور مَیں نے ہمیشہ اس کو آداب نبوت کے خلاف سمجھا ہے کہ کبھی کوئی سوال اس قسم کا کروں۔ مَیں آپ کے حضور اقرار کرتا ہوں رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِکَ مَسِیْحًا وَمَھْدِیًّا۔

اس تقریر کے ساتھ ہی حضرت اقدس نے اپنی تقریر ختم کر دی۔ مولانا محمد احسن صاحب جنہوں نے دراصل یہ سوال اٹھایا تھا زار و قطار رو رہے تھے اور توبہ کر رہے تھے۔

☆......☆......☆......☆

آداب رسالت اختیار کرنے کی پرحکمت تلقین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم و عَدَل کے مقدس منصب پر فائز تھے اس لئے حضور نے اس تقریر میں اظہار ناراضگی کرتے ہوئے اپنے خدام کو اس امر کی خاص طور پر تلقین فرمائی کہ سوالات کے معاملہ میں آداب ملحوظ رکھیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:

"ہماری جماعت کے لئے تو یہ امر دُور از ادب ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں پیش کریں یا ان کے وہم میں بھی ایسی باتیں آئیں۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں جو کرتا ہوں وہ خدا تعالیٰ کی تفہیم اور اشارہ سے کرتا ہوں۔ پھر کیوں اس کو مقدم نہیں کرتے...... اگر اس قدر نشان دیکھتے ہوئے بھی کوئی اعتراض کرتا اور علیحدہ ہوتا ہو تو وہ بے شک نکل جاوے اور علیحدہ ہو جاوے اس کی خدا کو کیا پروا ہے۔ وہ کہیں جگہ نہیں پا سکتا۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم عدل ٹھہرایا ہے اور تم نے مان لیا ہے پھر نشانہ اعتراض بنانا ضعف ایمان کا نشان ہے۔ حکم مان کر تمام زبانیں بند ہو جانی چاہئیں............

جب تک خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حکم کی بات کے سامنے اپنی زبانوں کو بند نہ کرو گے وہ ایمان پیدا نہیں ہو سکتا جو خدا چاہتا ہے۔ اور جس غرض کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ میرا یہ عمل اپنی تجویز اور خیال سے نہیں اللہ تعالیٰ کی تفہیم سے ہے اور رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے لئے ہے۔...... مَیں ایسے لوگوں کو صلاح دیتا ہوں کہ وہ کثرت سے استغفار کریں اور خدا سے ڈریں۔ ایسا نہ ہو کہ خدا ان کی جگہ اور قوم لاوے...... تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود حکم عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات یا توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حکم ہے تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ ﷺ کی پاک باتوں کی عزت و عظمت کرنے والے ٹھہرو۔ رسول اللہ ﷺ کی شہادت کافی ہے۔ وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ وہ حکم عدل ہوگا۔ اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو پھر کب ہوگی۔ یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہو سکتا کہ ایمان بھی ہو اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں۔ مَیں اگر صادق نہیں ہوں تو پھر جاؤ اور صادق کو تلاش کرو"۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم
مؤلفہ دوست محمد شاہد)

دُعائے مغفرت

خاکسار کے نانا مکرم ولی محمد بٹ صاحب رشی نگر آف صوبہ کشمیر بتاریخ ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء بروز سوموار عید کے دن صبح چھ بجے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۹۰ سال تھی۔ وفات سے ایک ماہ قبل اُن کی صحت خراب ہو گئی۔ گلے میں سوجن کی وجہ سے غذا نہ کھا پاتے تھے۔ خون کی کمی کے سبب کمزوری بھی ہوتی گئی۔ مرحوم کی اہلیہ ساجہ بیگم صاحبہ نے علاج و خدمت کی۔ مرحوم کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں سبھی شادی شدہ ہیں ایک بیٹی قادیان دارالامان میں بیاہی گئی۔ مرحوم غریب اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرنے والے خاموشی سے خیرات کرنے والے کفایت شعار اور سنجیدہ مزاج تھے۔ نماز روزہ اور تہجد کے پابند اور نہایت نرم دل تھے۔ خاکسار بچپن سے ان کے ساتھ رہا۔ مجھے اکثر مسجد اپنے ساتھ لیکر جاتے تھے اور نیک کاموں کی تلقین کرتے۔ خاکسار تمام ان بزرگوں بہنوں اور بھائیوں کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس موقعہ پر ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ (حفیظ احمد ناصر رشی نگر کشمیر)

بقیہ صفحہ: (2)

والمغربِ والعشاءِ قال عبد الله بنُ شقيق فَحَاکَ فی صدرِی من ذالک شیٌ فاتَیْتُ اَبَا هريرةَ رضی الله عنه فسألتُ عنهُ فصَدَّقَ مَقَالَتَهٗ .

☆شقیق کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ ہم میں ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وعظ کہا عصر کے بعد۔ جب آفتاب ڈوب گیا اور تارے نکل آئے اور لوگ کہنے لگے نماز نماز تبھی ایک شخص آیا قبیلہ بنی تمیم کا کہ وہ دم نہ لیتا تھا، نہ باز رہتا تھا۔ برابر کہے جاتا تھا نماز نماز۔ تب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تو مجھے سنت سکھاتا ہے تیری ماں مرے (ناراضگی کا کلمہ) پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جمع کیا ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میرے دل میں خلش رہی تو میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بات کی تصدیق کی۔

یہی حدیث کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اس طرح بھی آئی ہے۔

☆عن عبد اللّٰه بن شقيق اَلْعُقَيْلِیّ قال رَجُلٌ لابْنِ عباس رضی الله عنهما اَلصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثم قال الصلوٰة فَسَكَتَ ثم قال الصلوةَ فَسَكَتَ ثم قال لآ اُمَّ لَکَ اَ تُعَلِّمُنَا بِالصَّلٰوةِ كُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الصلوتين عَلٰى عَهْدِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم .

☆ عبداللہ بن شقیق عقیلی نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (جب نماز کا وقت ہو گیا تو یاد دلاتے ہوئے کہ اب نماز پڑھ لی جائے) کہا نماز، آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا نماز آپ پھر خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا نماز آپ خاموش رہے۔ پھر آپ نے اس سے کہا تیرے ماں مرے (ناراضگی کا کلمہ) تم ہم کو نماز سکھاتے ہو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔ (مسلم۔ ایضاً)

قارئین! حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ قابل غور ہیں۔ 'کنا نجمع علی عهد رسول الله صلی الله عليه وسلم' کے الفاظ بتاتے ہیں کہ نماز جمع کرنا شاذ کے طور پر نہ تھا بلکہ اکثر ایسا ہوتا رہتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص حالات میں نمازیں جمع کی ہیں ورنہ نماز اپنے وقت پر پڑھنا ہی آپ کو سب سے زیادہ مرغوب اور محبوب تھا۔ آپ جمع کی عادت نہ رکھتے تھے۔ ایک صحابی کے پوچھنے پر کہ افضل اعمال کیا ہے آپ نے فرمایا 'الصلوٰة علی وقتها' کہ اعمال میں سے افضل یہی ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے 'اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا' کہ مومنوں پر نماز وقت پر پڑھنا فرض کی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے آقا و مولیٰ کی پیروی میں وقت پر نماز پڑھنے کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''میں اس کو مانتا ہوں کہ ایک عرصہ سے جو مسلسل نماز جمع کی جاتی ہے ایک نو وارد یا نو مرید کو جس کو ہمارے اغراض و مقاصد کی کوئی خبر نہیں ہے یہ شبہ گزرتا ہوگا کہ کاہلی کے سبب سے نماز جمع کر لیتے ہوں گے جیسے بعض غیر مقلد ذرا ابر ہوا یا کسی عدالت میں جانا ہوا تو نماز جمع کر لیتے ہیں اور بلا مطر اور بلا عذر بھی نماز جمع کرنا جائز سمجھتے ہیں مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم کو اس جھگڑے اور ضرورت کی حاجت نہیں اور نہ ہم اس میں پڑنا چاہتے ہیں کیونکہ **میں طبعاً اور فطرتاً اس کو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے۔ اور نماز موقوتہ کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں بلکہ سخت مطر میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے۔** (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نمازیں جمع کی ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے منشا اور اس کے ایما پر کی ہیں۔ اور خود اللہ جل شانہ نے آپ کے لئے ایسے حالات پیدا کئے کہ جن حالات میں نماز جمع کی جائے۔ کیونکہ ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی پیشگوئی پوری ہو جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں کی تھی کہ " تجمع له الصلوٰة " کہ اس یعنی مسیح موعود کے لئے نماز جمع کی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''اس وقت جو ہم نمازیں جمع کرتے ہیں تو اصل بات یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی تفہیم، القاء اور الہام کے بدوں نہیں کرتا'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۳)

نیز فرمایا۔

دیکھو ہم بھی رخصتوں پر عمل کرتے ہیں۔ نمازوں کو جمع کرتے ہوئے کوئی دو ماہ سے زیادہ ہو گئے ہیں بسبب بیماری کے اور تفسیر سورۃ فاتحہ کے لکھنے میں بہت مصروفیت کے ایسا ہو رہا ہے۔ اور ان نمازوں کو جمع کرنے میں 'تجمع له الصلوٰة' کی حدیث بھی پوری ہو رہی ہے کہ مسیح کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود نماز کے وقت پیش امام نہ ہوگا بلکہ کوئی اور ہوگا۔ اور وہ پیش امام مسیح کی خاطر نمازیں جمع کرائے گا۔ سو اب ایسا ہی ہوتا ہے۔ جس دن ہم زیادہ بیماری کی وجہ سے بالکل نہیں آسکتے اس دن نمازیں جمع نہیں ہوتیں اور اس حدیث کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علی وسلم نے پیار کے طریق سے یہ فرمایا ہے کہ اس کی خاطر ایسا ہوگا۔ چاہئے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تحریم کریں اور ان سے بے پرواہ نہ ہوویں ورنہ یہ ایک گناہِ کبیرہ ہوگا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو خفت کی نگاہ سے دیکھیں۔ خدا تعالیٰ نے ایسے ہی اسباب پیدا کر دئے کہ اتنے عرصہ سے نمازیں جمع ہو رہی ہیں ورنہ ایک دو دن کے لیے یہ بات ہوتی تو کوئی نشان نہ ہوتا۔ ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ لفظ اور حرف حرف کی تعظیم کرتے ہیں۔ (منصور احمد)

حضرت گورونانک جی کے ۵۳۲ ویں جنم دن کی تقریب میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی تقریر

مکرم ڈاکٹر دلاور خان صاحب قائد تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت و زعیم حلقہ نور قادیان

مورخہ ۳۰ نومبر ۲۰۰۱ء سارے بھارت میں حضرت بابا نانک جی کا یوم پیدائش بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ جالندھر کے ماڈل ٹاؤن گوردوارہ میں بھی یہ تقریر منائی گئی۔ یہاں مہمان خصوصی کے طور پر محترم چرن جیت سنگھ صاحب اٹھواں سپیکر پنجاب اسمبلی شامل ہوئے۔ گوردوارہ میں ہزاروں افراد کا جم غفیر تھا۔ T.V. اور اخبارات کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔ نیز Cable کے ذریعہ یہ پروگرام ساتھ کے ساتھ سارے شہر میں دکھایا جا رہا تھا۔

اس تقریب میں جماعت احمدیہ کو بھی شمولیت کی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ مکرم مولوی گیانی تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل۔ مکرم ادریس احمد صاحب اسلم محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان و مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر انچارج شعبہ رشتہ ناطہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب اور خاکسار شامل ہوئے۔

اس موقعہ پر مکرم چرن جیت سنگھ صاحب اٹھواں سپیکر پنجاب اسمبلی نے مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم کو سروپہ بھینٹ کر کے سنمانت کیا۔ گورد گرنتھ صاحب کے پاٹھ کے ساتھ ساتھ پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ کے پنجابی ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ اور دیگر سکھ علماء اور مہمان خصوصی مکرم چرن جیت سنگھ صاحب اٹھواں سپیکر پنجاب اسمبلی نے تقاریر کیں۔ اس کے بعد مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم نے بڑے پیارے انداز میں اس تقریب میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ گورو گرنتھ صاحب میں گورونانک جی نے توحید کی تعلیم پیش کی ہے اور اس کیلئے آپ نے ساری زندگی قربان کر دی اور اس راہ میں کافی تکلیف کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ باوجود اس کے کہ آپ ہندو گھرانہ میں پیدا ہوئے تھے آپ نے قرآن مجید کی توحید کی تعلیم کو پیش کیا چنانچہ اس طرح آپ نے قرآن مجید اور گرنتھ صاحب سے متعدد مثالیں دے کر گورونانک جی کے فلسفہ توحید کو پیش کیا۔ آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر سامعین بے حد اور بار بار جوش سے دوران تقریر نعرے بلند کرتے تھے۔ الحمدللہ اللہ کے فضل سے جماعتی نمائندہ کی تقریر کا بہت اچھا اثر رہا۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

منقولات

امریکہ نے 50 روزہ بمباری میں بوڑھوں، بچوں اور عورتوں سمیت 60 ہزار افغان شہری شہید کئے

لاہور (اے این این) قومی سلامتی کے متعلق ایک ادارے کی رپورٹ کے مطابق افغانستان میں امریکی طیاروں کی جانب سے 50 روزہ بمباری کے دوران 59 ہزار سات سو اکیاون شہادتیں ہوئیں جن میں طالبان، عام شہری شامل ہیں۔ قومی سلامتی کے ادارے کی جاری کردہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 50 روز میں موصول ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق امریکی طیاروں کی بمباری سے 21 مساجد شہید ہوئیں، 37 ہسپتال، 14 مدرسے، 18 سکول، 67 گاؤں، 5 ائرپورٹ، 17 سے زائد عمارتیں اور 19 ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ افغانستان میں امریکی جہازوں کی بمباری میں شہید ہونے والے 18 ہزار سے زائد بوڑھے اور بچے شامل ہیں جبکہ 10 ہزار عورتیں شہید ہوئی ہیں اور ایک ہزار سے بارہ سو کے درمیان امریکی و برطانوی فوجی جہنم واصل بھی ہوئے ہیں۔

(نوائے وقت لاہور 6 جنوری 2002)

بقیہ صفحہ: (1)

چوتھے، پانچویں، چھٹے، ساتویں، آٹھویں، نویں اور دسویں نمبر پر رہے۔

حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بصیرت افروز اور ایمان افزا خطبہ جمعہ کے آخر میں جو صفت رزّاق کے موضوع پر تھا فرمایا کہ یہ خطبہ نئے سال کا پہلا خطبہ جمعہ ہے اس خطبہ کے ذریعہ میں تمام دنیا بالخصوص عالم اسلام اور جماعت احمدیہ کو نئے سال کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ اس سال کو جماعت احمدیہ کے لئے غیر معمولی فتوحات کا سال بنا دے۔ آمین۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NC P.B-0258/2002

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR
Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702

Vol - 51 Thursday, 10 Jan. 2002 Issue No: 2

بنفورہ ریجن (بورکینافاسو۔مغربی افریقہ)

خدام الاحمدیہ کے اجتماع کا شاندار انعقاد

(رپورٹ:محمود ناصر ثاقب۔امیر و مبلغ انچارج بورکینا فاسو)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ بنفورہ ریجن (بورکینافاسو) کا سالانہ اجتماع مورخہ ۱۵۔۱۶ ستمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد کیا گیا۔

مقام اجتماع

مقام اجتماع یعنی نیانگولوکو (Niangoloko) کی مسجد کے صحن میں شامیانے لگائے گئے اور انہیں بینرز سے سجایا گیا۔ مہمانوں کے لئے کرسیوں اور بنچوں کا انتظام کیا گیا تھا تاکہ سہولت سے بیٹھ کر اجتماع کی کارروائی کو سن اور دیکھ سکیں۔ لجنات کے بیٹھنے کے لئے بھی انتظام کیا گیا۔ یاد رہے کہ اس مسجد کی تعمیر اجتماع سے قبل مکمل ہوئی جس وجہ سے اس اجتماع کی رونق دوبالا ہو گئی۔ اجتماع سے دو روز قبل ریڈیو پر دو دفعہ اعلانات کروائے گئے جس سے دور کی جماعتوں کو بھی اطلاع ہو گئی۔

افتتاحی تقریب

اجتماع کے پہلے روز یعنی ۱۵ر ستمبر کو بہت بارش ہوئی۔ لوگ بارش میں بھی آتے رہے۔ نماز عشاء کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب مربی سلسلہ آئیوری کوسٹ جو اجتماع سے دو روز پہلے پہنچ گئے تھے انہوں نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں شامل ہونے والوں کی تعداد ڈیڑھ صد کے قریب تھی جس میں نومبایعین کی بھاری تعداد شامل ہے جنہوں نے احمدیت کے متعلق خوب سوالات پوچھے۔

بارش کی وجہ سے پہلے دن کے ورزشی مقابلے نہ ہو سکے۔ مجلس سوال و جواب کے بعد خدام کی تربیت کے لئے ویڈیو پروگرام کا انتظام کیا گیا۔ یہ ویڈیو مجلس خدام الاحمدیہ غانا کی سالانہ ریلی کی تھی۔ خدام نے شوق و دلچسپی سے یہ ویڈیو دیکھی اور متاثر ہوئے۔ اس کے بعد غانا کے جلسہ سالانہ پر مشتمل ویڈیو کا کچھ حصہ بھی دکھایا گیا۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جو مکرم یارو سلمان صاحب (لوکل مشنری) نے پڑھائی جس کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب نے "چندہ کی اہمیت" پر درس دیا۔ مختلف دیہاتوں سے لوگ جو کل بارش کی وجہ سے نہ پہنچ سکے تھے اجتماع میں شامل ہونے کے لئے آنے شروع ہو گئے۔ اس طرح حاضری اللہ کے فضل سے خاطر خواہ ہو گئی۔

ورزشی مقابلہ جات

ناشتہ کے بعد خدام فٹبال گراؤنڈ میں پہنچے۔ تین دیہات کی چار فٹبال ٹیموں نے ان مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اس طرح دو فٹبال میچ کروائے گئے۔ ایک گاؤں کی ٹیم چونکہ بغیر اطلاع پہنچی تھی اس کا تیسری پوزیشن کے لئے ایک دوسری ٹیم سے میچ کروایا گیا۔ ان میچوں کو کثیر تعداد نے شوق سے دیکھا اور بہت محظوظ ہوئے۔

علمی مقابلہ جات

اس کے بعد خدام میں علمی مقابلے کروائے گئے جن میں تلاوت قرآن کریم، اذان اور سیرت حضرت محمد ﷺ اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پچاس سوالات شامل تھے۔ خدام نے ان پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایک کوئز کا پروگرام بھی ہوا۔ مقابلہ اس قدر سخت تھا کہ فیصلہ بہت مشکل تھا۔ تمام سامعین ان پروگراموں سے مستفید ہوئے۔

الحمد للہ اس اجتماع میں ۱۵ سے زائد گاؤں کے تین صد افراد نے شمولیت کی جن میں سے بعض سائیکلوں پر جبکہ دیگر بسوں اور ٹرکوں کے ذریعہ اجتماع میں شامل ہوئے۔ اس اجتماع میں کم و بیش ۲۰۰۔ افراد نومبایعین تھے۔

اختتامی تقریب

نماز ظہر اور عصر کے بعد اختتامی تقریب منعقد کی گئی۔ مکرم عمر معاذ صاحب، مبلغ آئیوری کوسٹ نے اپنے اختتامی خطاب میں "جماعت احمدیہ میں خدام الاحمدیہ کی اہمیت اور ذمہ داریاں" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں کامیابی حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اختتامی دعا کے ساتھ بنفورہ ریجن کے خدام الاحمدیہ کا یہ دو روزہ اجتماع کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

☆☆☆

بڑا جہاد ہے گر نفس رام ہو جائے

ثاقب زیروی

نظر شراب محبت کا جام ہو جائے
ملے جو تم سے تمہارا غلام ہو جائے

طبیعتوں میں وہ عجز و نیاز ہو پیدا
جہان بھر میں مسلماں کا نام ہو جائے

نگاہ سُرمۂ تقویٰ سے ہو ضیاء اندوز
جبیں رہینِ سجود و سلام ہو جائے

طلوع جس کا عزائم کو سُست کر ڈالے
وہ صبح۔ صبح سے پہلے ہی شام ہو جائے

تمہارا شیوہ ہو اکلِ حلال و صدقِ مقال
کہ تُم پہ نارِ جہنم حرام ہو جائے

کچھ اس طرح کرو تبلیغ احمدیت کی
ہر ایک سانس اُسی کا پیام ہو جائے

سُنو! کہ وقت کی آنکھیں بدلتی رہیں ہیں
جو سُست گام ہے وہ تیز گام ہو جائے

جہان بھر کی فتوحات، ہیچ ہیں ثاقب
بڑا جہاد ہے گر نفس رام ہو جائے

جماعت احمدیہ کی ٹونڈا (Kitunda)۔ تنزانیہ میں

احمدیہ مسجد کی تعمیر کا شاندار افتتاح

(رپورٹ:مظفر احمد درانی۔ امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ تنزانیہ کو یکصد نئی مساجد کی تعمیر کا جو ٹارگٹ دیا تھا اس سلسلہ میں ۳۳ویں مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی جس کا افتتاح ۲۲ر ستمبر ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک

دارالسلام تنزانیہ کا سب سے بڑا شہر اور سابق دارالحکومت ہے۔ اس شہر میں جماعت کی ایک ہی مسجد تھی جو بڑی ہونے کے باوجود اب چھوٹی پڑ گئی تھی۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ دارالسلام شہر کو مختلف حلقوں میں تقسیم کیا جائے اور ان حلقہ جات میں مساجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا۔ چنانچہ ایک جماعت Kitunda کو اس تعمیر میں سبقت کی توفیق ملی۔ کافی تگ و دو کے بعد برلب سڑک ۱۴۰×۴۰ کے دو پلاٹس خریدے گئے جن پر خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی جس میں ۱۵۰۔ افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسجد کی پشت پر معلم ہاؤس بنایا گیا۔ پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے مسجد کے صحن میں ایک کنواں کھودا گیا جسے بعد میں پختہ کر دیا گیا۔

افتتاح

مورخہ ۲۲ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو نماز ظہر و عصر کی ادائیگی سے مسجد کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار مظفر احمد درانی نے تعمیر مسجد کی تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مرکزی مسجد کے چھوٹے پڑ جانے کی وجہ سے مختلف حلقہ جات میں تعمیر مساجد کا آغاز کر دیا گیا ہے جس میں کی ٹونڈا کی جماعت کو برتری حاصل ہو گئی ہے۔ تاہم اور مساجد بھی تعمیر ہوں گی۔

اس کے بعد جماعت کے بزرگوں کو اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ ہر ایک نے اپنے قبول احمدیت کے واقعات بیان کئے اور بتایا کہ کس طرح کمزوری کی حالت میں جماعت کا یہاں آغاز ہوا۔ مرکزی مسجد میں چند نمازی ہوتے تھے۔ لیکن آج کل مرکزی مسجد کا ہال تو درکنار مسجد کے صحن کے تمام کونے بھی نمازیوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ جمعہ اور عیدین کے دن تمام انتظامات چھوٹے پڑ جاتے ہیں۔

مکرم علی سعید موسے صاحب، نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے فرمایا کہ آج دنیا بدامنی کا شکار ہے۔ اسلام امن کا مذہب ہے اور مسجد دارالامان ہے۔ گویا احمدیت نے امن کے ایک اور گھر کا اضافہ کر دیا ہے جہاں پُرامن تعلیم دی جائے گی۔

مکرم امری عبیدی کالوٹا صاحب، نائب امیر نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ مَیں نے ان بزرگوں سے احمدیت سیکھی ہے۔ ان کی قربانیوں کے پھل آج ہم کھا رہے ہیں۔ پرانے احمدی بزرگ آج جماعت کی ترقی دیکھ کر اتنے خوش تھے کہ اس سے بڑی کوئی خوشی ہی نہیں۔ خدا تعالیٰ احمدیت کو خوشیوں بھری فتوحات سے نوازے۔

اہل محلہ کی ایک کثیر تعداد مسجد کے افتتاح میں شامل ہوئی۔ اس موقع پر مزید پانچ افراد کو احمدیت میں شمولیت کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ دعا کے ساتھ یہ افتتاحی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ اپنے مخلص عباد تکرار بندوں سے آباد رکھے۔

☆ ☆

ولادت

مورخہ ۲۰ ستمبر ۲۰۰۱ کو اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی ایس ناصر احمد صاحب معلم وقف جدید سوربہ (کرناٹک) کو بچی سے نوازا ہے تو مولود کا نام لبنہ سمیہ ناصر تجویز کیا گیا ہے۔ بچی مکرم زین العابدین صاحب آف کیرالہ کی پوتی اور محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس مرحوم کی نواسی ہے احباب کرام کی خدمت میں بچی کی صحت و تندرستی نیک صالح ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (مینجر)

Computrised Designing & Composing By : Krishan Ahmad, Misbahuddin, Ejaz Ahmad